بعون عنایت مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

# منتخب کلیات ظفر

مطبع نامی منشی نول کشور واقع کانپور میں طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## ردیف الف جلد اول

مقدور کسکو حمد خدای جلیل کا
اسجا پہ بیزبان ہی دہن قال و قیل کا

پانی مین اوسنے راہبری کی کلیم کی
آتش مین وہ ہوا چمن آرا خلیل کا

اوسکی مدد سے فوج ابابیل نے کیا
لشکر تباہ کعبے پہ اصحاب فیل کا

پیدا کیا وہ اوسنے بشر عوج بن عنق
پی جسکی ساق پاسے نہا رود نیل کا

پھرتا ہی اوسکے حکم سے گردون پہ رات دن
چلتا ہی یان عمل کوئی جبر ثقیل کا

بلوایا اپنے دوست کو اوسنے وہان جہان
مقدور پر زدن نہوا جبرئیل کا

کیا پاے کنہ ذات کو اوسکی کوئی ظفر
وان عقل کا نہ دخل نہ ہرگز دلیل کا

مژدہ ای دل کہ مری پاس ہی یار آویگا
اسلیے صید گہ عشق مین ہم صید ہوئے

خاک رہ اوسکی ہونگا وہ سوار آویگا
کہ کبھی صید فگن بہر شکار آویگا

سنکر احوال جگر سوز غریب عاشق کا
کشتہ ناز کی افسوس جنازی پہ ذرا
چارہ گر کی نہین تقصیر بہت کی تدبیر
سنکے نالون کو مری ہوگئی تبھر پانی
قتل نی آگیا دم ناک مین اپنا لیکن
تیر یجانب سی پڑی سخت گرہ دلمین تری
ہون وہ آزاد کہ جون سرو کسیکی خاطر
رات ہمسایون نے اوٹھہ اوٹھکی دعائین مانگین
جسد کی صانع قدرت نی و لی تیرا سا
کھلکھلا کی ہنسے گلشن مین ہزارون غنچے

ہای افسوس تجھی غم نہوا پر نہوا
چشم پر آب تو اک دم نہوا پر نہوا
کار گر زخم پہ مرہم نہوا پر نہوا
سر قرگان کبھی ترا نم نہوا پر نہوا
یار اپنا کبھی ہمدم نہوا پر نہوا
سست پیمان ترا محکم نہوا پر نہوا
قد تعظیم مرا خم نہوا پر نہوا
شور و نالہ مرا مدھم نہوا پر نہوا
کسی مخلوق پہ عالم نہوا پر نہوا
دل ہمارا خوش و خرم نہوا پر نہوا

ای ظفر دیکھی غفلت مین ہو گیا حال اپنا
چین دنیا مین تو اک دم نہوا پر نہوا

آیا نہ اگر نامہ و پیغام کسی کا
دین جان تو ہم غیر کو دو بوسہ ستم ہے
اوس چشم کی گردش سی ہو دل کسیکا نہ برباد
وہ کرتی ہین آرام سدا غیر کے گھر مین
شب ہائے سہ رشک سی گردون پہ نہ نکلا

آخر ہے کوئی روز مین یان کام کسیکا
لیجائے کوئی اور رہوا نام کسیکا
گھر چھوڑ دی ہی کب گردش ایام کسیکا
کیا کام اونھین چاہی ہو آرام کسیکا
چھلا جو پڑا دیکھا لب بام کسی کا

بیضہ ... کیا ... کبھی نازک میں ... [illegible]
[illegible]

درد سر تم جو بتاتے ہو نصیب اعدا
در پے قتل نہیں ہیں وہ قاتل اے دل

درد دل آپ کو عاشق نے سنایا ہوگا
تیغ ابرو کو جو کھینچا تو ڈرایا ہوگا

نہ جیتا تو نہیں ہوتے ہیں ظفر وہ برہم
زلف کو ہاتھ کہیں تو نے لگایا ہوگا

زلف میں بل اور کاکل پر خم پیچ کے اوپر پیچ پڑا
دیکھو پیچ و تاب الم ہے دود جگر پیچیدہ دم سے
پیچ سے وہ کرتا یاری باتیں اوسکی پیچ کی سارے
دل تو کمند غم میں پھنسا ہے جان اسیر دام بلا ہے
یار نے جب اک پیچ سمجھ کر باندھا پھر سر پیچ کو سر پر
دونوں طرف کو تار نظر کے کھنچتے ہیں دل دو نظر
سوتے نے اگر ڈھو کا خم تو بھول گیا وہ کشتی اور
زلف نے کھلکر پیچ یہ مارے پیچ میں لاتی دلکو ہمارے
جبکہ نہ تنہ پیچ اونسے سر پر گوندھ کے باندھا جو کاکل

وہ ہوئی سرکش یہ ہوئی برہم پیچ کے اوپر پیچ پڑا
دیکھ تو کیسا عشق میں ہم پیچ کے اوپر پیچ پڑا
نکلیں اوسکی پیچ سے کیا ہم پیچ کے اوپر پیچ پڑا
عشق کے ہاتھوں ناک میں دم پیچ کے اوپر پیچ پڑا
ہوگیا اپنا اور ہی عالم پیچ کے اوپر پیچ پڑا
خوب پتنگوں میں ہے باہم پیچ کے اوپر پیچ پڑا
یوں تو پڑا ادست رستم پیچ کے اوپر پیچ پڑا
چوٹی کھلی تو اور بھی دو سہ دم پیچ کے اوپر پیچ پڑا
دل نے جانا آج مسلم پیچ کے اوپر پیچ پڑا

عشق ظفر ہے گورکھ دھندا اوسکے کھولے پیچ کوئی کیا
ایک کھلا تو دوسرا محکم پیچ کے اوپر پیچ پڑا

اشک کا قطرہ فقط گیا صاف گوہر سا بنا
صبحدم گلشن میں آیا جو کشتی گو کیا وہ گل

نالہ بخت دل یہ ہے یا قوت احمر سا بنا
ہر گل لالہ جو ہے یکدست ساغر سا بنا

عشق ... [illegible]
[illegible] ... نہیں

بسکہ عجب دام بلا
تیر کے ہاتھوں لیکن
ہاں نہ کوئی تیر کوئی تلوار نہیں
کیا تری چشم پرست کی کیفیت ہے
جلوہ اب دیکھو ... مست
اب دیکھو وہ بیہوش ہے ہشیار نہیں
... خاک در یار پہ عشاق ظفر
... کہاں طاقت رفتار نہیں

رات بھر ... [illegible]
جب تو ... نکلا
دوست جانا ... جان کا دشمن نکلا
دل کا کچھ کام نہ ... نکلا
... نکلا

نام سے کام نکلتا نہیں بے جوہر اصل — تل سے عارض کے نہ ہرگز کبھی روغن نکلا

خون عاشق کا ہے گلگونہ ترے عارض کو — قتل ہونے سے ہمارے ترا جوبن نکلا

چارہ گر بھر نہ سکے میرے جگر کے ناسور — ایک گر بند کیا دوسرا روزن نکلا

اے ظفر نالۂ دل نے ترے کچھ کی تاثیر — گھر سے گھبرا کے جو وہ غیرت گلشن نکلا

سر تلک دست ستم جو ہیں ترا قاتل بڑھا — خون جسم ناتوان تل تل گھٹا تل تل بڑھا

مست گھٹا دلکو مرے بوسہ مجھے چکھا دے — قصہ کوتہ کر نہ اتنی بات اے جاہل بڑھا

ہر بھنور عکس رخ روشن سے بنجا ہے قمر — موج میں منھکو ذرا اپنے ساحل بڑھا

دلکو تو کر اپنے دولت سے قناعت کی غنی — بس بہت دست ہوس اپنا نہ اے غافل بڑھا

وادی مجنون کی ہے لیلی ہے کیا دلکش زمین — اک قدم ہرگز نہ آگے ناقہ محمل بڑھا

کوئی دم ہے بحر ہستی میں بھی اے حباب — حبس دم کی بڑھ سکے کثرت جو تو نا عاقل بڑھا

ہو گئی تجکو شباہت اوس رخ پرنور سے — مرتبہ بھر اور بھی تیرا مہ کامل بڑھا

دیکھنا جھانکا کہیں وہ مہر وش تا کہ یہ ہی — اختر صبح قیامت روزن اوسکا دل بڑھا

غنچہ گل دیکھکر اوس رشک گل کے ہاتھ میں — دل جو اپنا سمجھے ہم کیا کیا ہمارا دل بڑھا

جامہ فانوس میں کیا کیا جلی غیرت سے شمع — سے جو فانوس اے ظفر وہ رونق محفل بڑھا

زلف کی سیاہی کو وہ رخ اگر چھپا جائیگا — رات کے پردہ میں پھر وہ سحر چھپ جائیگا

گریہ ہنگام ولادت کیون نہو ہر طفل کو
بے تہارت کوئی ہوتے ہین ہیم دوشنا گدل
عکس روئے آتشین ساقی کا دریا مین پڑا

جو ہوا دنیا مین پیدا نوحہ گر پیدا ہوا
دیکھو پتھر پر گرا پتھر شرر پیدا ہوا
ہمسر خورشید تابان ہر بھنور پیدا ہوا

حق مین پروانون کے تھا اک نیزہ پر خورشید حشر
شمع کے سر پر جو شعلہ اے ظفر پیدا ہوا

دیگر

رات بھر مجھکو غم یار نے سونے ندیا
شمع کی طرح مجھے رات کٹی سولی پر
یہ کراہا ترا بیمار الم درد کے ساتھ
اے دل آزار تو سویا کیا آرام سے رات
مین وہ مجنون ہون کہ زندان نگہبانونکو
سودن مین کیا کہ مری پاؤنکو بھی زنجیر نے

صبحکو خوف شب تار نے سونے ندیا
چین سے یاد قد یار نے سونے ندیا
کسی ہمسایے کو بیمار نے سونے ندیا
مجھے پل بھر بھی دل زار نے سونے ندیا
میری زنجیر کی جھنکار نے سونے ندیا
آرزوے خلش خار نے سونے ندیا

یاس و غم رنج و تعب سب ہوے دشمن جان
اے ظفر شب انہین دو چار نے سونے ندیا

نہ درویشونکا خرقہ چاہئے نہ تاج شاہانا
کتابونمین دھر کیا ہے بہت لکھکے دھو ڈالین
غنیمت جان جو دم گذرے کیفیت سے گلشن مین

مجھے تو ہوش ہے اتنا رہونمین تجھپہ دیوانا
ہمارے دل پہ نقش کالجر ہے تیرا فرمانا
دیئے جا ساقی پیمان شکن بھر بھر کے پیمانا

[illegible]

شوق پا بوسی ہا پہونچا نہ قدمون تک تری
چشم مین آنسو کہان خونِ رو دیدۂ تر بہا

تیر بسمل پانون اوے قاتل پہ گر گر رہگیا
کوئی قطرہ تہا سو وہ مژگان سے جھڑ کر رہگیا

جب دکھایا تو نے اپنا قد رعنا باغ مین
دل مین اک منکا سا مارا جو کسیکی یاد نے

پھر تو خجلت سے زمین مین سرو گڑ کر رہگیا
یہ ہوئی حالت کہ دم سینے مین اڑ کر رہگیا

پہلوان عشق کا کیا پوچھتے ہو مجھسے حال
جو چڑھا ہتھے پہ اوسکی وہ پچھڑ کر رہگیا

کاروان منزل پہ پہونچا اور سارے ہم سفر
مثل گرد کاروان اک مین پچھڑ کر رہگیا

اور تبدیل قوافی مین غزل لکھ اے ظفر
ہاتھ مین اپنے قلم کو کیون پکڑ کر رہگیا

جب کہ وہ خط پڑھکے بھڑکا اور بھڑک کر رہگیا
دل خطر دار ون کا دھڑکا اور دھڑک کر رہگیا

حسرت اوس مہ بوج پر تیری کہ قاتل کھینچ دم
نہ یہ تیغ ناز بھڑکا اور بھڑک کر رہگیا

پھر گیا کیون آنکر در سے ترے خانہ خراب
شب کو جو دروازہ کھڑکا اور کھڑک کر رہگیا

سنکے نالا اور جوش گریہ میرا دیکھکر
آسمان پر ابر کڑکا اور کڑک کر رہگیا

ہر نفس اوس دامن مژگان کی جنبش سے ظفر
دل مین اک شعلہ سا بھڑکا اور بھڑک کر رہگیا

نہین عشق مین اسکا تو رنج کہ قرار و شکیب ذرا نرہا
غم عشق تو اپنا رفیق رہا کوئی اور بلا سے رہا نرہا

## مطلع ثانی

[illegible]

خدا جانی کہاں بیٹھا ہی وہ اور ہی کہیں پھرتا
مگر چشم تصور سے ہی سب پیش نظر پھرتا

تماشا دیکھنا کیا دوڑتا ہی اشک مژگان پر
پری کا شعبدہ بازی سے ہی اک تار پر پھرتا

لکھا قسمت کا اپنی آگیا دم اپنی آنکھوں میں
نہیں لیکر جواب اب تک نامہ بر پھرتا

جو سرگردانی اپنی اوسنے کہتا ہوں تو کہتے ہیں
خدا کیواسطے جسکے رہو ہی میرا سر پھرتا

محبت جیتے جی کی ہی وگرنہ بعد مر نیکے
نہیں کوئی کسی کی قبر پر بھی آنکر پھرتا

کوئی آرام سے کیونکر زمین پر بیٹھنے پائے
رہی جب تک ری گردش فلک آٹھوں پہر پھرتا

جنون نی سلطنت دی کشور صحرا کی مجنون کو
بگولے کا ہی چتر اوسکے جو سر پر اے ظفر پھرتا

دیگر

دنبالہ دیکھکر تری چشم سیاہ کا
آہو چبانا چھوڑ دے پھر برگ کاہ کا

خورشید آسمان چہارم پہ ہی کہاں
شعلہ کوئی بلند ہوا میری آہ کا

کثرت ہی آنسوؤن کی ہجوم سپاہ غم
نالہ نہیں نشان ہی یہ اوس سپاہ کا

تنکے پہ چنے گا وحشیون کیطرح ناصحا
دیکھیگا گر کرشمہ اوس آہو نگاہ کا

کس مہروش نے چہرے سے برقع اوٹھا دیا
منہ ہو گیا سفید فلک پر جو ماہ کا

کرتا ہی جسکے ساتھ فلک کج ادائیان
دیتا ہی اوسکو عشق کسی کج کلاہ کا

رکھی قدم جو کوئی محبت میں اے ظفر
لازم ہی پہلے ڈھونڈ لے رستا پناہ کا

گلشن مین اوسکی جلوۂ قامت کے سامنے
مانند بید کانپنے سرو چمن لگا

کروٹ بدل کی سوزش سے گیا خاک ہو
سینے سے سینہ اور بدن سے بدن لگا

گرمی سے تھم گیا یہ فلک میری آہ سے
دیکھو تو کیا ستون تہ سقف کہن لگا

پھولا یہ رنگ گل نہ سمایا میں آپ میں
آکر مرے گلے جو وہ گل پیرہن لگا

کیونکر نہ اپنا روز بھی ہو گر اب ترا
قسمت سے ہاتھ بوسۂ سیب ذقن لگا

طرز سخن کا ہے ظفر بادشاہ سے
اوسکے سخن سے یان نہ کسیکا سخن لگا

ہے پسینے مین کہاں یہ خال لب ڈوبا ہوا
نیلوفر کا پھول ہے پانی مین سب ڈوبا ہوا

آئینہ کیا دیکھ تجکو آب خجلت مین ہے غرق
اپنی نظرون مین ہے ملک حلب ڈوبا ہوا

گردش چشم بتان سے کیا ہو انکو مخلصی
حلقۂ گرداب سے نکلی ہے کب ڈوبا ہوا

دلسی کشتی بھی ہے میری تری زلف رخ کی تاب
وہیان مین رہتا ہون اونکے روز و شب ڈوبا ہوا

تیغ خورشید ہے یار شفق آلودہ آج
دست قاتل ہے یقین ہے خون مین ہے ڈوبا ہوا

خاسا کھٹکے ہے جی مین اوسکی مژگان کا خیال
ہے رگ جان مین یہ نشتر کیا غضب ڈوبا ہوا

جب تہ دل سے کہا یا پیار کی یا بو تراب
بحر عصیان سے ظفر نکلے ہے تب ڈوبا ہوا

دیگر

کیا کہون کہ تیرے کوچے مین ہوکر آیا
تجکو پایا جو نہین خوب مین رو کر آیا

کرے وہ تیغ لیکر ہاتھ کو اپنے اگر اونچا
دماغ اوس ماہر کا ہے جواب عرش معلی پر
گرا جو آشنا اوسمین نہ نکلا وہ قیامت تک
دل گرداب میں یارو دیکھا کیا زور بازو ہے

یقین ہے ہوسکے اوس سے تم رستم کا بھی سر اونچا
بنایا چاہتا ہے کاخ گردون سے بھی گھر اونچا
کنارہ عشق کے دریا کا ہے یہ کسقدر اونچا
اوٹھایا اپنے سر سے آج ہے نال قمر اونچا

بھرے کیونکر نہ حاتم سا سخاوت سے تری دم اب
کہ ہے جو مہر دست زرفشان تیرا ظفر اونچا

مین ہون سوختہ جان جہان بت گمراہون کا
خاک ہوکر بھی نگوڑی کیطرح چین نہین
حج اکبر ہو جسے کعبۂ دل سے حاصل
جائیگا جب کہ تہ خاک ترا سوختہ جان

جسکا پہونچے ہے دھوان چرخ تلک آہونکا
حال ابتر ہے یہ کچھ تیرے ہوا خواہونکا
ہو خیال اوسکا بھلا کس لیے درگاہونکا
گرم ہوجائیگا پانی وہین چاہونکا

اے ظفر دل سے ہون مین خاک در فخر الدین
معتقد ہین نہ گداؤن کا ہون نے شاہون کا

دست صیاد سے ہی کیا پر بلبل ٹوٹا
زلف مین بھول پڑ کر جو دکھائی اوسنے
زاہد گرسنہ کاسہ یکبت آتا ہے نظر
آگے در سے مرے پھر گیا وہ غیر کے گھر
قلزم چشم سے پھر اشک بہے جاتی ہین

زیر ہر شاخ ہے آتا ہے نظر گل ٹوٹا
رشک سے وہین چمن مین گل وسنبل ٹوٹا
حرص کے ہاتھ سے ہی پایۂ توکل ٹوٹا
عہد و پیمان تھا جو مجھ سے وہ بالکل ٹوٹا
دل کی تکڑون سے بندھا تھا جو بہان پل ٹوٹا

| | |
|---|---|
| کبھو تو سنا کر ذرا غور دل سے | فسانہ کسیکا فسانہ کسیکا |
| مجھے یاد کر کرکے آنسو بہانا | بہانہ کسیکا بہانہ کسیکا |
| نہ سمجھا تو ناصح کہ مدتسے مین ہون | دوانا کسیکا دوانا کسی کا |
| نہ ہوویگا دل تیر مژگان مین اوسکے | نشانہ کسی کا نشانہ کسیکا |
| نہ مانا کرو میری جانب سے اب تم | لگانا کسیکا لگانا کسیکا |

قوافی بدل کر ظفر پڑھ غزل تو
رہے تا نہ آگے ٹھکانا کسی کا

| | |
|---|---|
| جلا جی نہ دل مفت لیکر کسیکا | کہا بھی تو مان ای ستمگر کسی کا |
| نہ کیون تنگ ہو کشمکش سے قفس مین | نہ باقی رہا ایک شہپر کسیکا |
| بھلا ہو کے کس روسے اب غنچہ روکش | کمان منھ ہے اسکے برابر کسی کا |
| دل اوسکا کسطرح سے میرے دل سے | کہ بس کب چلے ہے کسی پر کسی کا |
| جو مژگان کا عالم ہے اب اوسکے ہمدم | نہ دیکھا کوئی ایسا خنجر کسی کا |
| یہ جی چاہتا ہے کہ سر ہی سے مارین | اوٹھا کر ہم اوس در سے پتھر کسی کا |

بدل بحر اور قافیے کو ظفر تو
کہ خوش ہووے دل شو شنکر کسی کا

دیگر

| | |
|---|---|
| مری جان سے غیرون نے لگایا کچھ نہ کچھ ہوگا | نہ آیا وہ تو اوسکے دلمین آیا کچھ نہ کچھ ہوگا |

نہ ہرگز درد دل سے میں کرہ اہا
محبت کے یہ معنی ہیں کہ میں نے
عیاں ہے صفحہ رخ پر ترے خط
نہ کر منصور کو سر نہان فاش
فقیر دام سے تو پوچھو لذت عشق
ظفر کو باز رکھہ اعمال بد سے
صرفت العمر فی لہو ولعب

غرض پوشیدہ الفت کو نباہا
وہی چاہا کہ جو کچھہ تو نے چاہا
کہ ہے نخواہ بو سون کا سیاہا
کہے ہے دیکھہ دار انگشت اوٹھاہا
اہاہاہا اہاہاہا اہاہاہا
خطا بخشا کرم گارا آلہا
فآہا ثم آہا ثم آہاہا

ظفر ہے عرض یہ ہی فخر دین سے
کہ شاہا دین پناہا تکبیر گاہا

دیکھکر حالت مری گردون اگر غمناک تھا
جو گیا دریاے الفت میں وہ ڈوبا آخرش
لہلہائی کیون لب جو پر نہ سرو آب جو
گردش چشم بتان سے اسنے یہ سیکھی ہیں طور
تھا شہید ونکا تری ماتم سحر گلشن میں کیا

کہکشان سے ٹانکوا وسکا گریبان چاک تھا
دل جو میرا پیر کر نکلا تڑا تیراک تھا
دشمن یاں اوسکا شہید قامت چالاک تھا
ورنہ گردان کب بھلا یون گنبد افلاک تھا
جو سحر ہوتے ہی بلبل گل گریبان چاک تھا

جو نہ کہنا تھا کہا جھٹ منھہ پہ اوس سفاک کے
سچ تو یہ ہے ہان ظفر بھی ایک ہی بیباک تھا

ہوے تمھارے در تک اپنا کہان سے آنا
جب اک قدم ہو مشکل اٹھنا تو آنا

چلایا دل جو شعلۂ نگاہ نے رات
دل شکستہ کی تو میری کچھ درستی کر
ہوئی نہ پانوں تلک اوسکی دسترس افسوس
کیا تھا کشتہ مجھے کسکی چشم مست نے آہ
جو میرا اختر بخت سیہ دکھاتا ہے
نہ پہونچا کان ملاحت تمھاری کا نون تک

فلک یہ نالۂ مرا ناوک شہاب بنا
خدا کا گھر ہے بنا تا بڑا ثواب بنا
ہمارا دیدہ نہ کیوں خانۂ رکاب بنا
کہ میری خاک سے ہی ساغر شراب بنا
تو خال تو کوئی کاجل کا اک شتاب بنا
اگرچہ اشک مرا گوہر خوش آب بنا

ظفر جو لکھنا ہے احوال دل تجھے اپنا
تو ایک رقعہ سے کیا ہوویگا کتاب بنا

مارا عاشق کو تو کیا کام تمھارا نکلا
روش نکہت گل سیر کو گھر سے باہر
ساری منہ تکنے لگے گھر میں تمھارے دشمن
دلکو ہم جانتے تھے ہوگا تمھارا نہ مطیع
صدقے سوجی کے کہ دل لیکر مرا پوچھتے ہیں
نیند بھر شب کو کہاں آپ کی زلفوں کی قسم

ہمیں کیا کام برا نام تمھارا نکلا
پھر قدم سرو گل اندام تمھارا نکلا
منہ سے قاصد کے جو پیغام تمھارا نکلا
یہ تو اک بندۂ بے دام تمھارا نکلا
کیوں جی گم تھا دل ناکام تمھارا نکلا
ذکر یاں جب کہ سر شام تمھارا نکلا

پختہ پایا نہ ذرا طرز محبت میں اوسے
یہ خیال اے ظفر اب خام تمھارا نکلا

قارون اوٹھا کے سر پہ شاگنج لیچلا
دنیا سے کیا بخیل بجز رنج لیچلا

قسم خدا کی تجھے قاصد کہ یہ پیغام
کہا ہے یار نے یا تو نے اپنی جی سے کہا

اوٹھائی لاکھوں ستم تیری دید کے دن ہمیں
نہ آفریں بھی کبھی تو نے دل ہی سے کہا

صدا نہیں یہ چٹکنے کی غنچۂ گل کی
لبوں کو دیکھ کے کچھ تیری بکلی سے کہا

ہمیشہ کرتے رہے غیر کی طرفداری
کبھی نہ آپ نے اک حرف منصفی سے کہا

بھر آئے چشم اجل میں بھی یک بیک آنسو
تمہارے کشتے نے کچھ ایسا بیکسی سے کہا

ظفر وہ دشمن جان ہے اوسے نجا ہو دوست
ترے جتانے کو یہ ہمنے دوستی سے کہا

لاغری سے حال اپنا کیا کہوں کیا ہو گیا
میں زمیں پر نقش پا سے ہو گویا ہو گیا

جلگیا گل کا جگر اوس کے رخ آتشناک سے
قطرۂ شبنم نہیں ہے یہ پھپھولا ہو گیا

اپنے زخمی سے تڑپ کر تو جو بولا خدنگ جو
ٹوڑے یوں زخموں کی ٹانکی اک تڑاقا ہو گیا

جب کہ دریا میں پڑا ساقی کا عکس تاب رخ
ساغر خورشید اک حلقہ بھنور کا ہو گیا

آہ بھی میری کہ اُٹھی آگ کی تا چرخ کو
زہر اوسکا یہ چڑھا اوسکو کہ نیلا ہو گیا

حسن جو تیرا نظر آیا اوسے تو شرم سے
ماہ کامل جوں مہ یک ہفتہ آدھا ہو گیا

پشت لعل لب پہ جب نکلا زمرد فام خط
ساغر یاقوت پر گویا کہ مینا ہو گیا

کھا گیا سارا جہاں گردوں پہ اجوا زمیں
چشم کی مانند جب پانو کا چھالا ہو گیا

ہے یہ وحشت بھی بلا موذی کہ مجکو اے ظفر
ہر قدم پر نیش کژدم خار صحرا ہو گیا

دیگر

اُڑائی خاک ہمنے خوب بھی تجھ بن کیا کیا
نہ پیرا عرق غیرتکی ہوئی اسطرح کیا یا عشق
تم ابھی وقت آ پہونچو وگرنہ ہمتو مرجاتے
دل بیمار جب ہمنے کہا تھا کر علاج اپنا
نہ بھی جائے گریزاں دل اگر تجھکو محبت مین
دکھا کر غیر کو صورت تجھے کیون رشک سے مارا

کہ وہ تو آ گیا اس وادیٔ وحشت مین یون نہین تھا
گذارش کرتا بندہ بھی تو وان خدمت مین یون نہین تھا
ارادہ ہو چکا اپنا غم فرقت مین یون نہین تھا
کہ آیا فرق کچھ تیری ابھی طاقت مین یون نہین تھا
تو آیا تو ارے دیوانے اس آفت مین یون نہین تھا
کہ مین تو مر رہا دیدار کی حسرت مین یون نہین تھا

ظفر تم دیکھتے ہو جس طرح آئینہ کو حیران
کل انکو دیکھکر مین بھی رہا حیرت مین یون نہین تھا

کیا کہون دل پائمال زلف دوتا کیونکر ہوا
جسکو محراب عبادت ہو خم ابروے یار
دیدۂ حیران ہمارا تھا تمہارے زیر پا
نامہ بر خط دیکے اوس بر کو کوئی کیا کہا
خاکساری کیا عجب کھو دے اگر دل کا غبار
جسکو یکتائی کا دعوے تھا جو دیکھا آئینہ
تیرے دانتون کی تصور سے تھا گرا ابر
جو نہ ہوتا تھا ہوا ہمپر تمہارے عشق مین

یہ بھلا چھکا گرفتار بلا کیونکر ہوا
انکا کعبہ مین کہو سجدہ ادا کیونکر ہوا
ہمکو حیرت ہے کہ پیدا نقش پا کیونکر ہوا
کیا خطا تجھسے ہوئی اور وہ خفا کیونکر ہوا
خاک سے دیکھو کہ آئینہ صفا کیونکر ہوا
ہو گیا حیران کہ پیدا دوسرا کیونکر ہوا
جو بہا آنسو وہ موتی بہا کیونکر ہوا
تمنے اتنا بھی نہ پوچھا کیا ہوا کیونکر ہوا

وہ تو ہی نا آشنا مشہور عالم مین ظفر
پر خدا جانے وہ تجھسے آشنا کیونکر ہوا

آتش دل کو سمجھی نہ واعظ کمتر نار جہنم سے
دیکھے پھر کتنا شعلہ اگر اک اسمین کا اک سمین کا او

کوئی غزل پڑھی جو ناز ان آگے تیری غزل کہ ہو
شعر شاہ ہی اوسکو ظرف اک اسمین کا اک اوسمین کا

## ردیف الف جلد دوم

شاباش دلاور شہ رک اللہ تعالی
پہچانا اوسے تو نے جسے دیکھا نہ بھالا

بیہوش ہون مین دیکھ کی اوس ہوش ربا کو
جب سے کہ ابھی اوسنے تھا ہوش سنبھالا

اے داغ بدل آتش رخسار سے تیری
گردون پہ قمر اور زمین پر گل لالا

منہہ مار ہی ہے طرح مری لبہ تری زلف
کیونکر یہ بچے گا کہ ڈسے ہی اسی کالا

اللہ رے تری جنبش مژگان بت بد کیش
اک پل مین کیے تو نے دو عالم تہ و بالا

تیرے رخ روشن کی تصور سے ہمیشہ
ہے کامہ تاریک مین عاشق کی اوجالا

جائیگی نکل جان مری دیکھ کہا مذار
تیر اپنا اگر تو نے مرے دل سے نکالا

ہر خار بیابان ہی موتی سے پرو تا
جب پھوٹ کے روتا ہی مرے پانون کا چھالا

بازار محبت مین نہ دل بیچ تو اپنا
بک جاتا ہے ساتھ اوسکی ظفر بیچنے والا

ہزار طرح سے کھولا وہ دلربا نہ کھلا
ہمین نہ کھلنے کا کچھ اوسکے مدعا نہ کھلا

لب جراحت دل تیرے سامنے قاتل
اگر کھلا ہی تو ہرگز بجز دعا نہ کھلا

چمن مین جا کی گرہ تو نے غنچہ کی کھولی
پر اپنا عقدۂ دل تجھسے اے صبا نہ کھلا

پہلے تو ہمکو تری عشوہ گری نے مارا
اور اگر اوس سے بچے کم نظری نے مارا

مرگیا میں نہوئی تجکو خبر ہای ستم
بیخبر تجکو تری بے خبری نے مارا

پھیر کر منھ جو دکھایا نے مجھے اپنا جوڑا
دلبہ مکا مرے اوس رشک پری نے مارا

خوب پھڑکا کے مجھے کنج قفس میں صیاد
شوق پرواز سے بے بال و پری نے مارا

ہمسری کی تری رفتار سے جب فتنہ نے
قہقہہ طنز سے اک کبک دری نے مارا

گل پہ تیرے لب شیرین پہ ہے زہر قاتل
اے شکر لب ہمین اس تلخ شکری نے مارا

کچھ بھی ہوتی اوسے تاثیر تو مرتے ہمپر
ہمکو اے آہ تری بے اثری نے مارا

شفق صبح سے ہے غرق بخون چرخ ظفر
تیر ایسا تری آہ سحری نے مارا

کیا کہوں ہے کیا بتوں کی آشنائی میں مزا
وہ مزا سب ہمین ہے جو ہے جدائی میں مزا

آشنا آئینہ تو ہے ہو جا بنیہ صاف
وہ نہ رکر دل سے کدورت ہے صفائی میں مزا

جا سکے گلشن تلک اڑکر نہ ہم بے بال و پر
ہمنے اے صبا کیا پایا رہائی میں مزا

بیٹھ رہ آرام سے تو صلح کل کر اختیار
جنگجوئی چھوڑ دے کیا ہے لڑائی میں مزا

بے ہے جسمین جدائی کی ہے امید وصال
آہ وہ عاشق کو کیا کیا اس جدائی میں مزا

پھر تو ہو فریاد میں تاثیر نالے میں اثر
اے جرس ہے ورنہ کیا ہرزہ درائی میں مزا

مسجد و بتخانہ میں ٹکرایا سر کو بے مزا
تیر جو سنگ در آیا جبہ سائی میں مزا

بیٹھا ہے منہدی لگا کر اپنے دست و پا تو
آج ہے اے شوخ تجھے ہاتھا پائی میں مزا

ناصحا جانیگا تو اوسکو میرا دردِ دل
جب کسی پر دل ترا بیدرد مائل ہوئیگا

خضر کی حاجت نہین ہے ہمکو راہِ عشق مین
اے ظفر رہبر ہمارا شوق کامل ہوئیگا

رخ جو زیرِ سنبلِ پر پیچ و تاب آجائیگا
پھر کے برجِ سنبلہ مین آفتاب آجائیگا

تیرا احسان ہوگا قاصد گر شتاب آجائیگا
صبر مجھکو دیکھکر خط کا جواب آجائیگا

ہو نہ بیتاب اتنا گر اوسکو عتاب آجائیگا
تو غضب مین اے دلِ خانہ خراب آجائیگا

اسقدر رونا نہین بہتر بس اب اشکونکو روک
ورنہ طوفان دیکھ اے چشمِ پر آب آجائیگا

پیش ہو ویگا اگر تیرے گناہونکا حساب
تنگ ظالم عرصۂ روزِ حساب آجائیگا

دیکھکر دستِ ستم مین تیرے تیغِ آبدار
میرے ہر زخمِ جگر کے منہ مین آب آجائیگا

اپنی چشمِ مست کی گردش نہ اے ساقی دکھا
دیکھ چکر مین ابھی جامِ شراب آجائیگا

خوب ہوگا ہان جو سینے سے نکل جائیگا تو
چین مجھکو اے دلِ پر اضطراب ہو جائیگا

اے ظفر اوٹھ جائیگا جب پردۂ شرم و حجاب
سامنے وہ یار میرے بے حجاب آجائیگا

اے تصور ہی اوس جانِ جہان تک جائیگا
اور تو ایسا نہین کوئی جو وان تک جائیگا

جب کریگا آہ اے ظالم یہ تیرا آشفتہ جان
اوٹھ کر اک شعلہ جگر سے آسمان تک جائیگا

جا کے کعبہ کیا کریگا تیرا عاشق اے صنم
ہو اگر جائیگا تیرے آستان تک جائیگا

جان بچ جائیگی بیمارِ محبت کی ترے
اے مسیحا دم جو تو اوس نیم جان تک جائیگا

مانگ کی کی لیکھہ ہر رات سویرا دیکھا
دور ساغر ہی مین گذری ہمین جون جمشید
ابلق چشم کی اللہ ری تیرے شوخی
دل کو چیتا مری ناخن کی خراشون نے تمام
خط ہرا دیکھہ لیا ایک دفعہ اونسنے تو گیا
حلقۂ زلف سے تم بچ نہ سکے حضرت دل
ہمسے غربت زدہ ٹھہری نہ ٹھکانے سے کہین
خاک مجنون نے کیا وادی وحشت مین مقام

گو جہ زلف ہین دنکو بھی اندھیرا دیکھا
ساقیا اوٹھ کی جو سنہ صبح کو تیرا دیکھا
کر دلیل ایسا نہ کوئی بھی بچھیرا دیکھا
بہتر اس دست حنبون سے نہ چیترا دیکھا
حرف مطلب نہ کوئی غور سے ہیرا دیکھا
اس بلا فی تھین کس طرح سے گھیرا دیکھا
لیتے سب جانورون کو بھی بسیرا دیکھا
کہ بگولے کے سوا کوئی نہ ڈیرا دیکھا

ہم نہ کہتے تھے ظفر بچ نہ دل اوسکے ہاتھہ
نا پسند اونسے کیا لیتے ہی پھیرا دیکھا

اونہین جب پیار سے گود مین کوئی بھر لیویگا
فقیر ای یار ہو جاؤنگا مین تیری محبت مین
پرکھہ پر جوہری کی مول لینے کا نہین موتی
لب میگون کی تیرے لیگا بوسہ کر لب ساغر
ہلا دونگا جہان کو دیکھنا زیر زمین مین بھی
جو توڑے ہی شیشہ مے محتسب نے مار کر پتھر

دہن کے بوسہ بھی ہین گو لب دھر کی لیلونگا
زمین تکیہ کے خاطر پاس تیرے گھر کی لیلونگا
در دندان سے مین تیرے مقابل کر کی لیلونگا
تو مین اس بادہ کش ہو بھی تری ساغر کی لیلونگا
ذرا جہ گردش جو ہاتھونسے دل مضطر کی لیلونگا
تو بدلے مین کسیدن اوسسے اس پتھر کی لیلونگا

کرونگا کعبہ مین جا کر ظفر گیا گرنے گا ڈھب
تو بوسہ اوس بت کافر کے سنگ در کی لیلونگا

جو بیہودہ گو ہو ظفر اوس سے کہو
نہ باتین بنا بیٹھی محفل مین بیٹھا

چھپا ہوا ہے جگر مین میرے یہ نیش مژگان یار کیسا
کھٹکتا ہر دم ہے ساتھ دم کے الہی سینے مین خار کیسا

جو مست اوس چشم مست کے ہین نہین ہے کچھ ہوش اونکو ساقی
کہ جام کیسا شراب کیسی نشہ ہے کیسا خمار کیسا

بندھا جو اشکون کا تار دیکھا تو اوسنے ہنسکر یہ مجھسے پوچھا
کہ تونے اپنے گلے مین ڈالا یہ موتیون کا سا ہار کیسا

اوڑاتا کیا خاک سر پہ مجنون چلا ہے زندان سے سوے ہامون
اوڑی ہے دیکھو یہ گرد کیسی اوٹھا ہے دیکھو غبار کیسا

کرے جو تجھ سے تپاک پیدا جو تجھپہ ہے شعلہ خو ہویدا
پھر اوسکو ہوش و حواس کیسے پھر اوسکو صبر و قرار کیسا

یہ لیکے تیر و کمان نکلا جانا شکار کا ہے فقط بہانا
تجھے کسیکو ہدف بنانا ارے ستمگر شکار کیسا

ظفر جو پھیری ہے اوسنے چتون خفا ہے جیون مجھسے وہ شوخ پرفن
بنا دیا اوسکو میرا دشمن یہ عشق ہے دوستدار کیسا

ترا بسمل ہی کیا تجھکو ہے ای قاتل دعا دیتا
لب ہر زخم سے ہر دم ہے اوسکا دل دعا دیتا

[illegible]

کہا تھا تجھ سے جو احوال ہمنشین ہمنے
جفائین ہمنے سہین اسقدر کہ مرہی گئی
مری نگہ نے مرا راز کہدیا اوس سے
وہ حال دل جو سنے گوش دلسے تو کیسے

خبر نہین کہ کہا اوس سے تو نے کیا نہ کہا
مگر کبھی نہ کہا تو نے مرحبا نہ کہا
بلا سے گر نہ کہا مینے مدعا نہ کہا
وگرنہ کہنے سے کچھ فائدہ کہا نہ کہا

ہم اوسکی بات سے قائل ہین اے ظفر جسنے
بھلا کیا جسے منہہ سے اوسے برا نہ کہا

ظالم تری چپ رہنے کا عقدہ نہین کھلتا
جب تک ہو دم سرد و رخ زرد نہ غماز
اوس مست مے ناز کی اللہ رے تمکین
کھلتا نہین احوال پریشانی دلکا
بند آنکھین ہوئی جاتی ہین مشتاق کی تیرے
جو آسکو پڑھاتی ہین وہ جبتک کہ نہ آئین
کس کام کے پھر ناخن تدبیر ہمارے
کیا منہہ ہے کہ ہو خنجر قاتل کی شکایت

کیا جانے کہ ہے دل مین ترے کیا نہین کھلتا
ہر ایک پہ راز دل شیدا نہین کھلتا
وہ عالم ہستی مین بھی اصلا نہین کھلتا
جتبک کہ ستمگر ترا جوڑا نہین کھلتا
کیون بند نقاب رخ زیبا نہین کھلتا
خط سامنے اوس شوخ کی مہر انہین کھلتا
جب تا محبت ہی کا لھنڈا نہین کھلتا
یان منہہ ہی مرے زخم جگر کا نہین کھلتا

یان آ کے کہان سے ہین کہان جائینگے یان سے
حیران ہین ظفر ہم یہ معمٰا نہین کھلتا

پاس عارض کے ترے کان کا گوہر چمکا
دن دے دیکھو خورشید مین اختر چمکا

[illegible]

ہم صورت اپنی اوسکو جو آئی کہی نظر
حیران ہو کے آئینہ خانی سے اوٹھ گیا

تھا میرے اوڑانے کو جو پڑہ سا اک ظفر
یکبارگی دوئی کے اوٹھانے سے اوٹھ گیا

جسکو کہ ڈھونڈھتا ہوا مین ہر کہین گیا
دل ہی مین تھا مری وہ مجھے مل نہین گیا

جس دم گیا مین وس بت کافر کے سامنے
یہ ہو گیا یقین کہ بس ایمان دین گیا

آنکھین سی کھل گئین مہ انجم کی دیکھنا
گو ٹھہرا نہ تو جو شب ای مہ جبین گیا

کیا جانے کسکو ذبح کریگا کہ آج وہ
خنجر بکف چڑھا تا ہوا آستین گیا

چونکانہ خوابگاہ مین شبکو مست ناز
شور و فغان مرا سر چرخ برین گیا

رو رو کے ہمنے چشم سے دریا بہا دیا
دل کا ترے غبار مرا اب تک نہین گیا

مین اور دون دل اپنا کسیکو ترے سوا
تیرا خیال یہ کدھر ای نازنین گیا

کنج لحد مین بھی نہ مجھے آرام ہو چکا
گر ساتھ مضطرب دل اندوہگین گیا

آیا رقیب بن کے وہان وہ اے ظفر
پنہا ہیر چہرہ ہو کے مرا ہمنشین گیا

جب چراغ گل چمن مین یک بیک گل ہو گیا
چشم بلبل مین تاریک بالکل ہو گیا

خانہ زندان مین مرے نالہ زنجیر سے
شور محشر سے بھی اک برپا سو غل ہو گیا

بل بے جوش گریہ آنکھون مین نشہ سا ہو گیا
عشق کی کیفیت نشہ خون دل مل ہو گیا

تجکو کیا تیری بلا کوئی ای غفلت شعار
ہو گیا گر کشتۂ تیغ تغافل ہو گیا

| | |
|---|---|
| وہی کعبہ کا صاحب خانہ وہی دیر کا مالک | وہی رازق ہے کافر کا وہی ہے وہی مسلمان کا |
| اگر ہو جاے پارہ پارہ دل اوسکی محبت مین | تو پھر ہر پارہ دلکو سمجھ سی پارہ قرآن کا |
| نہ کرتا وہ اگر پیدا نبی کو نوع انسان مین | تو مخلوقات مین اشرف نہو یہ نانا انسان کا |
| نبی وہ رحمۃ للعالمین جسکی شفاعت سے | نہوے عاصیو نکو حشر کی دن خوف عصیان کا |
| عجب کیا نعمتین گر اوسکی نور حسن منی سے | بجای حسن مطلع ہوے مطلع مہر تابان کا |
| زلیخا دیکھتی گر اک نظر اوسکا رخ روشن | تو اوسکو خوب ہے جاتا تماشا ماہ کنعان کا |

ظفر مضمون حمد و نعت کے گلہاے رنگین سے
ورق میرا سہر دیوان کا ہے اک باغ رضوان کا

| | |
|---|---|
| ہمنے روضہ کو تری روضہ رضوان پایا | بلکہ رضوان کو نہ یان ہمسر دربان پایا |
| محو نظارہ ہوا آکے جو اس گلشن مین | چشم نرگس کیطرح سے اوسے حیران پایا |
| دیکھی سب معرفت آگاہ تری در کے فقیر | ہمنے پایا جسے یان صاحب عرفان پایا |
| تیری دروازے کی ہے خاک وہ اکسیر شفا | کہ جسے ہمنے ہر اک درد کا درمان پایا |
| تشنہ لب کیون نہ محبت کے ہون اگر سیراب | ہمنے ہر چشمہ کو یان چشمہ حیوان پایا |
| کہے اس روضہ عالی کی کوئی کیا رفعت | کہ اسے عرش کا ہمسایہ ایوان پایا |

کعبہ و دیر مین ہم ڈھونڈھتے پھرتے ہین جسے
شکر صد شکر کہ وہ ہمنے ظفر یان پایا

حال دل سب لکھا نہین جاتا | اور لکھون تو پڑھا نہین جاتا

| کیا ہزار شگفتہ بہار نے لیکن | خزان کے ڈر سے کبھی باغ فراغ گل نہوا |
| --- | --- |
| نہ ٹپکے خار پہ جھونکی پاؤن سے تا خون | نمود اک سر دامان راغ گل نہوا |
| گیا جو تو تو مقابل تری نزاکت کے | چمن مین ای بت نازک دماغ گل نہوا |
| بہار آئی مگر جب تلک نہ تو آیا | چمن مین رشک چمن باغ باغ گل نہوا |

عش اوسکے مین ہون نہ غیر ای ظفر کہ خبر بلبل
بہار مین کبھی مرغوب زاغ گل نہ ہوا

| کوئی صنم اوسے سمجھا کوئی خدا سمجھا | نہ سمجھے ہم کہ وہ کیا سمجھا اور کیا سمجھا |
| --- | --- |
| نہ آیا دل کی سمجھ مین کہ یار ہم ہی گران | اگرچہ سینے دیا اوسکو بار ہا سمجھا |
| چڑھا جو اشک کا دریا تو ایک جہان | فلک کے خیمے کو پانی کا بلبلا سمجھا |
| بنایا رخ پہ ہی کیون تعویذ خال کا جل کا | یہ نکتہ مین نہین ای شوخ مہ لقا سمجھا |
| نہ سمجھے سینے کو کیون عیدگاہ محشر وہ | جو دل کے داغ کو خورشید حشر کا سمجھا |
| غم جدائی مین موت اوسکو عین صحت ہی | مریض ہجر ترا زہر کو دوا سمجھا |

ہمیشہ کیون تری آنکھون سے اشک جاری ہین
ظفر رہین یہی ذرا یہ تو ماجرا سمجھا

| ای ستمگر کسنے ایسا تجھکو نٹ کھٹ کر دیا | ان فریبون نے ترے عالم کو تلپٹ کر دیا |
| --- | --- |
| صبح گل اوسکا کھلانے لو جو ہمکو دیکھکر | رات کو اپنا چراغ خانہ گل جھٹ کر دیا |
| کرتی ہین پانی کی آمیزش شراب تند مین | خون دل سے آنسوؤن کو ہمنے غٹ پٹ کر دیا |

[illegible]

| | |
|---|---|
| واسطے بے مغز کے کیا خاک ہو نشو و نما | سبز ہو سکتا نہیں وہ جو کہ دانہ گھن گیا |

جاگ اوٹھا خواب عدم سے یک بیک سارا جہان
کان میں جسدم ظفر خالق کا امر کن گیا

گر فلک تک یہ ہمارا نالۂ دل جائیگا
کنگرہ عرش معلی کا ابھی ہل جائیگا

غم نہیں جائیگا تیرا جب تلک ہے دم میں دم
دم کی ساتھ آیا ہی یہ اور دم کی ساتھ جائیگا

رشک گلزار ارم ہو جائیگا کوچہ ترا
چشم پر خون سے کب تیرا مائل جائیگا

ہو گئی ہیں ساتھ جو تیرے ہمیں تک ہیں وہ سا(تھ)
آیا یان تنہا ہی تو تنہا ہی غافل جائیگا

گوہر دندان پہ تیرے ہونگے جب انجم نثار
عارض رشن کے صدقے ماہ کامل جائیگا

اوٹھکے جائیگا تری محفل سے جو ای شمع جو
چشم تر ہی وہ مثال شمع محفل جائیگا

جائیگا دم میں دیار یار تک ییک خیال
ورنہ جو جائیگا وہ منزل بمنزل جائیگا

مین چمن میں بھی ہونگا دل گرفتہ ای صبا
دل نہیں ہی میرا وہ غنچہ کہ جو کھل جائیگا

جان شیرین جائیگی اپنی مثال کوہکن
ورنہ تیرا شوق ای شیرین شمائل جائیگا

تیری کوچے سے کہاں جائیگا تیرا خاکسار
مثل نقش پا وہیں یہ خاک میں مل جائیگا

ہوئیگی اوس روز برپا کیا قیامت ای ظفر
خاک پر جسدم شہیدون کی وہ قاتل جائیگا

| | |
|---|---|
| غلط ہی جو کہی یہ چپکے رہنا کچھ نہیں اچھا | نہ کہنے دیں مزا ہی منھ سے کہنا کچھ نہیں اچھا |
| جنہوں سے دوستی کی وہ ہمارے ہوگئے دشمن | قصور اونکا نہیں اپنا ہی اپنا کچھ نہیں اچھا |

[illegible]

[illegible]

| | |
|---|---|
| دست پا مین جو لگاتی ہو تم اپنے مہندی | کیا نہین خون کسی عاشق کا نگارا ملتا |
| ہوتی پیدا ہین وہان مارے سبنل | ہی جہان خاک مین وس زلف کا مارا ملتا |
| دست دریا مارتے ہین گرچہ ظفر ہم لیکن | نہین دریاے محبت کا کنارا ملتا |

| | |
|---|---|
| ہوگا کیا دشمن اگر سارا جہان ہوجائیگا | جب کہ وہ بے مہر ہمپر مہربان ہوجائیگا |
| گر ہوا اس آہ سوزان کا کوئی شعلہ بلند | دیکھ لینا خاک جلکر آسمان ہوجائیگا |
| اے پریرو اپنی صورت تو دکھائیگا جسے | صاف وہ حیرت زدہ آئینہ سان ہوجائیگا |
| وہ جو دل مین لگ رہی ہی آگ بجھنے کی نہین | چشم تر سے گرچہ اک دریا روان ہوجائیگا |
| دیکھنا اوس چاندسی ٹکڑے کو کیونکر جاننا | ٹکڑے ٹکڑے دل مرا مثل کتان ہوجائیگا |
| اے جنون تیری بدولت نام میرا آخرش | دشت مین ہر خار گلے ورد زبان ہوجائیگا |
| باز آ اس غم نفشانی سے کہین اے چشم تر | دیکھ میرا راز دل سب پر عیان ہوجائیگا |
| اے تغافل کیش کی توفی اگر آنے مین دیر | کام اب تیری عاشق کا میان ہوجائیگا |

کرتے مین دعوی محبت کا جو اوس سفاک کی
اے ظفر اک روز اونکا امتحان ہوجائیگا

| | |
|---|---|
| ہمارا اونکا ہی جب دم مقابلا پڑتا | نہین کلام کا غیر دنکا حوصلا پڑتا |
| فراق یار مین ہوویگی زندگی کیونکر | کہ پیچھے جان کے یہ غم تو ہی بلا پڑتا |
| یہ سوز دل سے مرا اشک گرم ہی کہ جہان | بدن پہ گرتا ہی وان ایک آبلہ پڑتا |
| سناتے نالہ پر درد ہم اگر اپنا | تو ہلہلا ابھی صیاد بلبلا پڑتا |

[illegible]

تیری اک تار کی قیمت میں جو دونوں جہان — تو بھی سودا تھوا ہی زلف پریشان مہنگا
روبرو اوس لب پان خوردہ کے کچھ مال نہین — کیا ہوا گرچہ بکا لعل بدخشان مہنگا
جان تک بھی تو اگر دیکے اوسے لے ایدل — نہ کہون مین کہ کیا تو نے یہ پیکان مہنگا
کہ قاتل سے کری ہاتھہ لہو سے رنگین — نہین مہندی سے سوا خون شہیدان مہنگا
کردیا آنسوؤن نے میری بہا تک نے آب — ایک کوڑی یہ بھی ہے اب دُرِ غلطان مہنگا

گر ظفر ایک نگہ پر تیرا ہو جاے غلام
چھوڑ یو مت کہ نہین تجکو یہ انسان مہنگا

ساقی ہے نشہ آنکھون مین معمول سے ہلکا — نظرون مین ہے اب رطل گران پھول سے ہلکا
ہر بات مین تو ایک بھی ہے لاکھہ سے بھاری — گر بات کو اپنی نہ کرے طول سے ہلکا
ہے جامہ کثافت کا پسندیدۂ احمق — ہوگا نہ گدھا یہ کبھی اس جھول سے ہلکا
اچھا کیا سر تیغ نے مرے تن سے اوتارا — اب کوئی نہین اس سے پر مقتول سے ہلکا
جز تارک دنیا ہوس سے نہ سبکدوش — یہ بوجھہ نہ دنیا کے ہو مشغول سے ہلکا
صرفہ نہین کاغذ کا مگر بھیجتے ہین وہ — خط ڈاک مین اندیشۂ محصول سے ہلکا

دنیا مین ظفر جو ہے گرانبار جہالت
کب ہوتا ہے وہ مردم معقول سے ہلکا

نہ تھا وہ آفت کچھ بھی تابو رات پڑ جاتا — بلا سے کچھ بھی ہوتا لیکن اونپر ہاتھ پڑ جاتا
اگر ہم روکتے یا زور اپنی اشکباری کو — جہان مین تہلکہ یہ دیکھکر برسات پڑ جاتا

جانیکا دل کو غم ہی نہین اور غم مجھے
رنگ شفق نہین ہی کسی کی مگر فلک
عاشق ہوا جو یار کے طرز خرام پر

عارت بلا سے گر جفا ر و بال ہو گیا
گرم غضب ہوا سے جو منھ لال ہو گیا
آخر کو رفتہ رفتہ وہ پامال ہو گیا

وقت نظارہ روی مصفا پہ یار کے
عکس اپنی مردمک کا ظفر حال ہو گیا

کدورت دل مین ہی ظاہر صفائی گر ہوئی تو کیا
ارہی نا آشنا وہ پھر وہی نا آشنا ہو کر
نبایا ہی صنم جسنے انھین سجدہ اوسیکو ہی
جوانی کیسی طاقت کوئی رک سکتی ہی پیری مین
لڑائی جاتی ہین وہ آنکھہ دیکھو اب بھی غیر و نسے
نہین پرواز کی صیاد بال و پر کی جب طاقت
رہی واہی جب گر نہ کچھہ شکر دشنام کی
پہونچ سکتی نہین فریاد اوس مھوش کے کان تک

ملاپ اونسے ہوا تو کیا جدائی گر ہوئی تو کیا
کسیکی تم سے دو دن آشنائی گر ہوئی تو کیا
بتون کے سنگ در پر جبہہ سائی گر ہوئی تو کیا
کسی تدبیر سے حاجت روائی گر ہوئی تو کیا
مری اس بات پر اونسے لڑائی گر ہوئی تو کیا
قفس سے ہم اسیرونکی رہائی گر ہوئی تو کیا
بھلائی گر ہوئی تو کیا برائی گر ہوئی تو کیا
فلک تک آہ کو میری رسائی گر ہوئی تو کیا

نہ چھوڑی اوس بت کافر کی ہرگز دوستی مینے
ظفر دشمن مری ساری خدائی گر ہوئی تو کیا

جب آگے میرے قتل کو قاتل الٹ گیا
آیا نظر ہی یون فلک سبز واژگون

مضطر ہوئی یہ سنکے قضا دل الٹ گیا
جیسے ہو جام زہر ہلاہل اولٹ گیا

| | |
|---|---|
| پہلو مین کل سے اپنے اوسے دیکھتا نہین | یارب کدھر مرا دل پر غم نکلگیا |
| دیکھی عذاب سوز محبت مین اسقدر | دل سے ہمارے خوف جہنم نکلگیا |

پھر خواب مین بھی ہمنے نہ دیکھا وہ اے ظفر
آنکھون کے سامنے سے جو عالم نکلگیا

| | |
|---|---|
| غلط گوئی کی جو چپ رہے سے کچھ نہین ہوتا | یہان چپ ہی کچھ اچھی ہے کہے سے کچھ نہین ہوتا |
| ہمنے جام لیا لب بھی تو کیفیت ہو ساقی | صراحی کے تو خالی قہقہے سے کچھ نہین ہوتا |
| سہے ظلم ان ستمگارون کے کوئی کس توقع پر | کرین ظلم و ستم بھی تو سہے سے کچھ نہین ہوتا |
| مجھے بھاتی ہین اپنے نالہ و زاری بلبل | مرا دل خوش ترے اس چہچہے سے کچھ نہین ہوتا |
| دکھادے تو رخ نوخط یہ خط سبز کی سبزی | کہ حاصل لطف سبزہ لہلہے سے کچھ نہین ہوتا |
| نہین بجھنے کی دل کی آگ گرچہ میری چشمون سے | بہا دریا تو کیا دریا بہے سے کچھ نہین ہوتا |

خط آئے پر بھی ہے عالم وہی اوس روئے روشن کا
ظفر بے نور یہ سورج گہے سے کچھ نہین ہوتا

| | |
|---|---|
| جو مطلب ہے کتاب عشق مین سب یاد ہو جاتا | مری صحبت مین مجنون بیٹھکر استاد ہو جاتا |
| زبان جب اپنی ہو جاتی ہے اپنے واسطے دشمن | سخن ہی ناحق اپنے ہی جلاد ہو جاتا |
| قیامت کرتا برپا عاشق شوریدہ پر کیا کیا | اگر بیدار شب کو سنکے وہ فریاد ہو جاتا |
| مرے نالون سے پتھر موم ہو جاتے ہین پر ظالم | ترا دل اور بھی ہے سخت اک فولاد ہو جاتا |
| خجل ہو جاتا ہے گل دیکھکر رخسار کو تیرے | ترا قد دیکھکر شرمندہ ہے شمشاد ہو جاتا |

ردیف الف جلد چہارم

مجھے خیال ہے کچھ رحمت الٰہی کا
گناہ سمجھے ہی وعدہ ...

[illegible]

تا بام یار طاقت پرواز تھی کسے
اے عشق تیرا نالۂ ظفر لیکے اُڑ گیا

کب آیا ابر سیہ نظر ہی زمین سے اونچا فلک سے نیچا
نہ کچھ بلندی کی ہی تمنا نہ کچھ ہی پستی کی [illegible]
نہ شعلۂ برق سمجھو اسکو نظر اوٹھا کر بغور [illegible]
خدنگ جاناں سے کوئی کہدے کہ نلیں اگر ہمارے [illegible]
تیا نشانہ [illegible] بھی تیا نا تو کچھ سمجھ میں نہ اپنی آیا
فلک کیجانب ہی چشم مریم زمیں میں چھائی ہیں جھلکی انجم

یہ اپنا ود دل و جگر ہی زمیں سے اونچا فلک سے نیچا
نشان فاتح ہے اپنا سر زمیں سے اونچا فلک سے نیچا
اٹھا کا میری اک تیر ہے زمیں سے اونچا فلک سے نیچا
اچھالا لگا کر یہ بر کدھر ہی زمیں سے اونچا فلک سے نیچا
کہا اوسنے کہ تیر گھر ہی زمیں سے اونچا فلک سے نیچا
گھر اجودہ نشست بام پہ تیرا زمیں سے اونچا فلک سے نیچا

زمانے پستی بلندی ایسی دکھائی ہمکو پس از فنا بھی
غبار اپنا جوا ہی ظفر زمیں سے اونچا فلک سے نیچا

تو مری لاش پہ قاتل نہیں دم بھر روتا
یوں تو سیاہ رہتا ہی ابر بھی روتا لیکن
اے ستمگار ترے ہاتھ سے دلسوز ترا
رہی تاثیر نہیں آہ و فغاں میں ورنہ
تجکو آتی ہی ہنسی یہ بھی نصیبوں کا لکھا
بزم عالم میں بہم شادی و غم ہیں دونوں
دیکھ لی آنکھ سے گر ساغر مے ہنستا ہے

خونکے آنسوؤں سے پہروں ترا خنجر روتا
نہیں اس دیدۂ گریاں کے برابر رستا
شمع کیطرح سے جل جل کے ہی اکثر روتا
ہو کے پانی مری فریاد سے پتھر روتا
ورنہ ہے غیر بھی خط کو مرے پڑھکر روتا
ق ایک ہنستا ہی ظفر ایک ہی یاں گر روتا
ہچکیاں لیکے ہے شیشہ بھی مقرر روتا

[illegible]

[illegible]

دیا ظفر اُتر گیا اور ابر کھُل گیا
اپنا نہ زور طبع نہ زور قلم گھٹا

جو لیکے وہان سے خط و پیغام ہی آتا
جب کرتے ہین فریاد وہ کہتے ہین ہمکو
کس روز ترا ذکر رخ و زلف زبان پر
مرغان چمن کرتے ہو کیا جیسے دیکھو
کیون شرم سے گڑ جاے نہ شمشاد زمین پر
تر دامنی اوسکی ہے کہ کعبے مین بھی جو رند
غش کھاکے گرے ہے وہ مین مہتاب مین پر

وہ کون ہے یاد اوسکا نہین نام ہی آتا
کچھ اسکے سوا اور نہین کام ہی آتا
سو بار نہین صبح سے تا شام ہے آتا
وہ دوش پہ صیاد لیے دام ہی آتا
گلشن مین وہ سرو سمن اندام ہی آتا
ترمے سے کیے جامۂ احرام ہے آتا
جب رات کو وہ ماہ لب بام ہی آتا

جو حق کہی ہم کیون نہ ظفر اوسکے ہون قائل
ناحق ہمین دینا نہین الزام ہی آتا

ہم رو دے ایسا تونے جو ہمکو رلا دیا
اوس شعلہ خو سے بزم جہان مین لگا کے لو
ہے خاک راہ یار کی چٹکی بھی کیمیا
ایسا نہو کہ غیر پہ کھلجاے مدعا
سب یار کوچ کر گئے میری کھُلی نہ آنکھ
تمنے کیا نہ یاد کبھی بھول کر ہمین

پانی مین اک دکھائی فلک بلبلا دیا
مانند شمع آپ کو ہمنے کھلا دیا
یہ عشق نے بتا ہمین اک چٹکلا دیا
قاصد نے میرے خط اوسے جا کر کھلا دیا
غفلت نے کیا کہون مجھے کیسا سولا دیا
ہمنے تمھاری یاد مین سب کچھ بھلا دیا

[illegible]

ملا یا دل ہی باد ل کہا گرج کر دیکھہ اے ساقی
تیری دامن سے جھٹکے مری ہار سر تربت

یہ چل مست پہل مست سے خیلہا رکر جھپٹا
یہ نیچی جھاڑ اسے دیکھہ دامن جھاڑ کر جھپٹا

ظفر نے آستان چھوڑا نہ اے پردہ نشین تیرا
رہا در سے تیرے دربان وہ کھڑکار کر جھپٹا

نہ تحقیق ایک مرگ عاشق دلگیر کا دن تھا
ہوا ٹوٹتے سے بھی تو یہ مینا ہے حباب آسا
بہت تھا نا رہمکو آج اپنی سخت جانی پر
ہوا جس روز یہ مفتون تھا اس چشم مفتن پر
فقط کیا زلف تھی اسکی اندھیری رات تھی سر پر
پہونچنا چاہیے تھا جلد تجکو جان بلب تھا مین

کوئی تبلاتا جمعرات کوئی پیر کا دن تھا
یہ روز ابر بھی ساقی عجب تاثیر کا دن تھا
میان یہ امتحان برش شمشیر کا دن تھا
وہی دن اس دل دیوانہ کی تدبیر کا دن تھا
رخ روشن بھی تو اوس عالم تصویر کا دن تھا
نہین یہ آج اے عیسی نفس تاخیر کا دن تھا

کہا جو چاہا اونہے اور کچھ منہ سے بولے تم
رہے خاموش کیون اب اے ظفر تقریر کا دن تھا

وہ نہ ہے مے مین نہ ہے وہ مے پرستی مین مزا
دل گرفتہ ہی برنگ غنچہ رہنا خوب ہے
خاک اڑانی تھی اڑائی ہمنے مثل گرد باد
اے ستمگر اپنے تو مژگان کے مجروحون سے پوچھ
دیکھ ہے کیا ابر باران ساقیا دم بھر کے جام

جو نگاہ مست ساقی کی ہے مستی مین مزا
ہنسکے پایا گل نے کیا گلزار ہستی مین مزا
نے بلندی مین اوڑایا کچھ نہ پستی مین مزا
کیا ہے زخم کاری تیغ دودستی مین مزا
ہے کے پینے کا ہے اس ہرفی برستی مین مزا

بیدرد کیا بھی عشق بت بیمین مین یان
اندوہ و درد و رنج نے دل پامال تھا
فرعون نے خدائی کا دعوی کیا جو یون
دیکھا تو اوسے منعم جاہ و جلال تھا
امید روز وصل مین کچھ زندگی ہی تھی
اپنا شب فراق مین جینا محال تھا
کہتے ہین دل ہی تجربہ کی ہی یہ ادم
دنیا زمانہ وصل بھی خواب و خیال تھا
بخشش لطف شاہ رسل ایسی ہو گئی
دردہ گناہ گار ظفر یان مال تھا
پیش رقیب یون تو کھلتے وہ لبا
کیا کہ دیکھ کر مجھے منہ چھپا لو اپنا
چھپ چھپ کے یون تم اے نور شید
زلفون کے ابر و دود شب جب تم چھپا لو اپنا

زاہدا کہتا ہی تو رشتۂ تسبیح جسے
سانپ بن بنکے مجھے کاٹتا ہی بن تیرے
مرغ دل جا کے کمان جبکہ پڑا گردن مین

یہ بھی ہی دام فریب اور تری فن کا تاگا
شب ہر اک بستر اندوہ و محن کا تاگا
ہمدم عشق ہے صید فگن کا تاگا

کہکشان کہتے ہین جسکو وہ نظر آتا ہے
اے ظفر جامۂ گردون کہن کا تاگا

دور ابھی تار جو ساقی شراب کا ٹوٹا
بہم شکست و درستی ہی قید ہستی مین
ہزار ابر گہربار کا بھی زور گھٹا
جو ٹوٹا ہاتھ سے ساقی کے آج ساغر می
شکست دل کا لگا حال مین جو لکھوانے
سر و د و نالہ کے آگے ہی پڑا لیا

نشہ بھی ساتھ ہی رند خراب کا ٹوٹا
وہین نباؤ مین ساغر حباب کا ٹوٹا
نہ تار اشک ہے چشم پر آب کا ٹوٹا
تو مست بولے کہ جام آفتاب کا ٹوٹا
قلم دبیر کتابت مآب کا ٹوٹا
کہ تار ہے تری مطرب رباب کا ٹوٹا

نہین ہی رنگ شفق آسمان پہ پھیلا
ظفر یہ شیشہ ہی صہبای ناب کا ٹوٹا

ابرو کا تری تپ جو اوسے کچھ خیال تھا
دیکھا جو ماہ کو ترے عارض کے روبرو
ہلتے وہان صبا سے جو زلفون کے بال تھے
ہوتا نہ کیونکہ ای مہ کامل تجھے زوال

کیا کیا فلک پہ رشک سی گھٹتا ہلال تھا
بے رونق اپنی آنکھون مین اوسکا جمال تھا
یان پیچ و تاب رشک سی جینا وبال تھا
باعث تری زوال کا تیرا کمال تھا

دم ہی نکال لو تم اس سے ایلاسے
بوسہ نہین جو دیتے ہو تو عدو سے
دل مین تو تم تو آ کر رہا ہون
جان بر رفتہ رفتہ قبضہ جما لو اپنا

مشتوق خوب ہستی کیا ہی معشوق
دم مین تیرا او سے سمر بندہ نہ لوا اپنا
کہتا ہی دل مجھ سی جون نقش ظفر
کلک او سی نامہ بر لیکے اوڑا
خط تو بھیجیہ اپنا مرغ نامہ لیکے اوڑا
نالۂ دل بیلی ہی دل کی خبر لیکے اوڑا
بوسہ اسے دل طلب کرتا ہون مین
ہاتھ مین انپی فقط بس بال دے لیکے اوڑا
صید غنچہ قسمتی جان بر لیکے اوڑا
اس چمن و زر چمن جانان سے لیکے اوڑا

آمد وفت عدو ہی اور بھی افسوس ہی
اور وہان سے نیند اپنا آنا جانا ہو گیا

دیکھکر وہ پنجہ شانہ مین زلف آتا ہی ربف
کیون نہ اپنا ہی دل صد چاک شانا ہو گیا

آب و دانہ گر نہین کنج قفس مین کیا ہوا
اشک و لخت دل ہی ہمکو آب و دانا ہو گیا

چومتے ہین ہم جو آنکھون سے صنم اپنی لیے
سنگ اسود تیرا سنگ آستانا ہو گیا

تجھسے اسے جان جہان کی جب سکی مین دو نے سی تی
کیا کہون دشمن مرا سارا زمانا ہو گیا

قصہ فرہاد و مجنون سے زیادہ اے ظفر
درد عالم عشق کا اپنے فسانہ ہو گیا

## ردیف بای موحدہ جلد اول

نیست از انجم شب تاب چراغان شب
نگر از خندہ نمایان شدہ دندان شب

شب ہم از کاکل مشکین تو سودا دارد
کہ شد از کاہکشان چاک گریبان شب

دل بشوق رخ و زلف تو چنان گشت عجب
کہ نہ سامان سحر ماند و نہ سامان شب

زلف شبرنگ برخسار تو ہیچید ہر روز
صبح عشاق سیہ بخت بدامان شب

صبح ہجرش ظفر آورد بلا روز سیاہ
بود در منزل آن ماہ کہ مہمان شب

گیا ہے ہمسے کیا نباہ کیا خوب
صد آفرین ادنکو واہ کیا خوب

آن نہ قرآن پر وہ شب کو
تا صبح دکھائی راہ کیا خوب

ہو غیر کے گھر مین روز جاتے
یان آئے ہو گاہ گاہ کیا خوب

[illegible]

| | |
|---|---|
| یارب ہین داغ کہاکے سراپا تمام شب | جلتا ہون مثل سرو چراغان کیا سبب |
| ای چشم یہ تو چشم نہ تھی تجہسی مجہکو تو | برپا کرے ہی نوح کا طوفان کیا سبب |
| طفل سرشک تو تو مرا نور دیدہ ہی | مژگان کا میری چیرے ہی دامان کیا سبب |
| چاہت سی تہا نہ دل تو کبھی آشنا مرا | پھر کیون ہی غرق چاہ زنخدان کیا سبب |

پہلو سی جا ظفر کی نہ اوٹھکر تو میری جان
کیون بیٹھتا نہین ہی تو اک آن کیا سبب

| | |
|---|---|
| دل تیر اکسلیے نہوا شوخ و شنگ آب | ورنہ پیاری ہوتی ہین گریہ سی سنگ آب |
| روتی نہین ہی شمع مرا حال دیکھکر | آتش کا ہوگیا ہی یہ زہر نہنگ آب |
| خط سی نہ کم ہو کیونکہ رخ یار کی چمک | جاتی رہی ہی آئینہ کی زیر زنگ آب |
| یون خط سبز کے ہین تصور مین اشک سبز | کائی سی جسطرح کہ بدل جاے رنگ آب |
| عارض پہ تیری ہو عرق افشان مجہی جو زلف | پھر جاے یک بیک سر ملک فرنگ آب |
| مین تشنہ لب ہون جام شہادت کا ہمدم | آتی ہی مجہکو پیتی ہوے عار و ننگ آب |
| مژگان مین لخت دل ہی کہان ہیر نہ سنان | آتا ہی دیکھو مین کو بالای گنگ آب |
| تو جاہد جام حلقۂ جوہر سے دے مجھے | اس اپنی آب تیغ سی ای خانہ جنگ آب |

دل کی ظفر ہی بحر محبت مین زندگی
یان یعنی سچ ہی یہ کہ ہی جان نہنگ آب

| | |
|---|---|
| خال رخ سی ہیں قطرے ہین پسینے کی ترے | یا دھرے ہیرے ہین نیلم کے نگینے کی قریب |

[illegible]

زیر محراب دو ابرو ہین وہ آنکھین بدمست
آئی مسجد مین ہین کیون نکلے یہ مینخوار شراب

ہم پیین خون جگر کیونکہ نہ تنہائی مین
تو پیے ہوگی جو ہم صحبت اغیار شراب

فاقہ مستی کی مزے پوچھی کوئی مفلس سے
پیتے اس لطف سی ہین کاہے کو زردار شراب

مے کشی کا ہی یہی بزم محبت مین مزہ
دل عاشق ہو کباب اور لب یار شراب

دین عرق کھینچکے کتنے ہی صحت ہو گئے
پیے نہ جب تک تری چشم کا بیمار شراب

گر کے ہاتھون سے مرے جام بلا سے ٹوٹا
پر گری پانون سے گر گر نہ گنہگار شراب

چشم ساقی کی کرشمہ سی عجب کیا کہ پیے
زاہد گوشہ نشین بھی ہر بار شراب

بات دل کی نہ کہی اوس بت عیار نے ایک
اے ظفر ہمنے پلائی اوسے سو بار شراب

## ردیف بای موحدہ جلد دوم

جہان ہے دل لگی باہم دونونکی دو جانب
لگی ہے دل ہی دل مین ان خبر دونونکی دو جانب

نہ بولی منہ سے وہ نہ ہم ہوئین دوچار آنکھین
رہی اک کشمکشی دونو مین دونونکی دو جانب

اوٹھاتا کیون ہے رخسار دن سے تو زلفونکو ہنسکر
حفاظت کی لیے ای سیمبر دونونکی دو جانب

مرا دل اور جگر ہوئے نہ منہہ تیغ دو ابرو سے
وہ پھینکے بوٹیان کر کاٹکر دونونکی دو جانب

نہ مرتا کوہ مین فرہاد نی دشت مین مجنون
نہ لیجاتی اجل دونونکو گر دونونکی دو جانب

وہ دیکھی آئینہ ادھر ہم اوسے یہ کیا تماشا ہے
کہ ہے اک جلوہ منظور نظر دونونکی دو جانب

نہ جائے بتکدہ کو برہمن نہ شیخ کعبے کو
محبت گر نہو رہبر دونونکی دو جانب

## ردیف تای فوقانی جلد اول

جو ہمکو دو حرف ہو گے لکھتے تو ہم دن تم دل مین تپتے ہو
یہ کیا کہ غیر کو خط یہ خط ہو ہمیشہ صاحب رقم چھپا چھپ

نفس کی ہے جو کہ آمد و شد بغور کر سیر اسکی غافل
کہ دیکھہ طے ہو رہی ہے کیونکر یہ وجود و عدم چھپا چھپ

خدا بچاوے کہ ان لٹیرون کو یاد ہے چھپ ہے کس بلا کی
کہ لے ہی جاتے ہین دین و ایمان کو لوٹ کر یہ صنم چھپا چھپ

رہے نصیب اونکی عاشقون کے کہ لے تامل رہ وفا مین
ادھر ادھر ہر ایک دم مین سب کے وہ لیگئے تیغ دو دم چھپا چھپ

ظفر ہزار آفرین و تحسین کہ وہ کیا خوب اس غزل مین
لکھے ہین اشعار عاشقانہ اوٹھا کے تونے قلم چھپا چھپ

## ردیف بای فارسی جلد چہارم

جانتے ہین جب ہمکو دہی خواہندہ نہین آپ
حضرت دل دیکھئے کیا خروج دلکا ہے چونک
ہو دے کس کس لطف سے خد خدنگ آرائی آنکھی
مطرب الکو سرود نغمہ لو کر دو شروع
ہو سرا دہر مین ہے اغا غلو مہمان طریق

ہم نہین بندہ اگرچہ گفتہ ہین بندہ نہین آپ
کشتگاری محبت کی ہین گار زندہ نہین آپ
شیخ جی تشریف فرما ہون اگر زندہ نہین آپ
نا اوفرہاد ملے ہین کے ساز زندہ نہین آپ
جاؤ گر پھر ان حسینون میں بندہ نہین آپ

یار رکھا ہو نگار یت ظفر لکھتے ہو نعت
ہین عجیب مضمون رنگین کی نگار زندہ نہین آپ

نہ اگر تو دکھائیگا صورت / دیکھیو ہوگی اپنی کیا صورت

جب کہا مین نے ذبح مجھ کو تو کہا / مرنے والون کی دیکھنا صورت

گرچہ یوسف تھا خوبصورت پر / تیری ادس سے بھی ہے سوا صورت

مثل آئینہ عاشق حیران / چپکے چپکے ہی تک رہا صورت

آئینہ خانہ زمانہ مین / سبھی ہر اک اپنا آشنا صورت

در پئے قتل ہے مرے قاتل / دیکھنے سب ہین آشنا صورت

اور بھی آتی ہے ہنسی اوسکو / مین جو روتی کی یون بنا صورت

اے ظفر مجھکو اوس صنم کے سوا
نہ دکھاوے کوئی خدا صورت

مست سب جان گئے ساقی مخمور کی بات / سوجھتی یعنی نشے مین ہے بہت دور کی بات

دار پر کھینچو و یا قتل کرو جیسے تم / حق پرستو ہی پر ایک ہے منصور کی بات

چارہ گر جان چلے ہو کہ نہو گا چنگا / مجھسے کیا پوچھتے ہو زخم کے انگور کی بات

ناتوانی سے یہ احوال ہوا ہے اپنا / کہ سنائی نہین دیتی ترے رنجور کی بات

پیارا پیارا ترا جیسا کہ ہے انداز کلام / کہ پری کا ہے سخن ایسا نہ ہے حور کی بات

سیمبر آتا نہین بر مین عزیزو بیزر / مجھ مین مقدور نہین یہ تو ہے مقدور کی بات

دولت حسن کا ہے جب سے ظفر اوسکو غرور
خالی از غرہ نہین مجھسے مغرور کی بات

[illegible]

تیری گلی کی خاک ترے خاکسار کو
کیونکر نہ میرے قتل کا دین تجکو مشورہ

ہو کاش بعد مرگ بجاے غیر دوست
دشمن جو تیرے ہین وہ ہین میرے دشمن دوست

دشمن ہی کیا ہین چشم حقارت سے دیکھتے
رکھتا ظفر نظر مین ہے ہمکو حقیر دوست

وہ تجھے حق نے دی صنم صورت
ہم تو ترسین جمال کو تیرے
نہین باقی ہے تیری صورت کو
چڑھتا ہے مہر کا تپ لرزہ
زندگان عدم کی پھرتی ہے
ہو گئے ہین مریض غم یارو
ہاتھ مانی نے اپنے چوم لیے

ہے نہین کوئی تیرا ہم صورت
دیکھے آئینہ دم بدم صورت
بولے اللہ کی قسم صورت
دیکھکر تیری صبحدم صورت
اپنی آنکھون مین دمبدم صورت
دیکھکر چاند سی وہ ہم صورت
کھینچکر تیری اک قلم صورت

دشت گردی مین بھی ظفر اپنے
روبرو ہے وہ ہر قدم صورت

نبا جو تجھسے نہ اپنا کار دست بدست
کہان نصیب کہ گلگشت صحن گلشن مین
بدست پیک صبا او بدست قاصد اشک
ہمین بھی دشت مین مجنون سے تو قدم آگے

کہ رکھکے بیٹھ نہ غفلت شعار دست بدست
ہمارا تیر جو ہو گا غدار دست بدست
پہونچتی سب سے خبر تا بہ یار دست بدست
کہ بھاگی مارکے ہم لاکھ بار دست بدست

ردیف تای ہندی جلد اول

[illegible]

ردیف تای ہندی جلد دوم

[illegible]

ردیف جیم فارسی جلد اول

سب کار جہان ہیچ ہے سب کار جہان ہیچ

| | |
|---|---|
| سن تو لیتے ہین مرا حال جو کچھ کہتا ہون | اونکا برہم مری جانب سے ہر چند مزاج |
| آگیا چشم کی بیمار کا دم آنکھون مین | تونے پوچھا نہ کبھی کیون ہے کسلمند مزاج |
| ہون وہ دیوانہ کہ مجنون بھی ادب سے ہین | پوچھتا مجھسے ہے نیکر مرا فرزند مزاج |
| بوسے ہا لب شیرین کی جسے چاٹ لگی | اوسکا مائل نہوے سو شکر و قند مزاج |
| تیری آفت سے ہوئی خوش نہ طبیعت ناصح | بلکہ رنجیدہ ہوا سنکے تری پند مزاج |

اے ظفر جسنے کیا قطع تعلق سب سے
چاہتا اوسکا کسی سے نہین پیوند مزاج

| | |
|---|---|
| مین کیا کہون اوس کی جدائی کا غم و رنج | ہے میرے لیے ساری خدائی کا غم و رنج |
| چھوٹا بھی قفس سے تو کہان طاقت پرواز | ہے مجکو بڑا اپنی رہائی کا غم و رنج |
| پوچھے کوئی غم کھانے کی عاشق سے حلاوت | رکھتا ہے مزا کیا یہ مٹھائی کا غم و رنج |
| گر روٹھتے ہین گاہ تو ملتے ہین اب اونسے | نے صلح کی شادی نہ لڑائی غم و رنج |
| اوس در پہ نہین مجکو رسائی تو بلا سے | لیکن ہے رقیبون کی رسائی کا غم و رنج |
| کیون آنکھہ دکھاتا ہے ترا حلقۂ گیسو | ہے دلکو اسی چشم نمائی کا غم و رنج |

ہر دم ظفر اک تیغ الم کھینچکے دل پر
کیا ہاتھہ لگاتے ہین صفائی کا غم و رنج

ردیف جیم تازی جلد چہارم

| | |
|---|---|
| اے دل وہان اور کسی نامہ بر کو بھیج | بھیجے اگر تو قاصد بخت جگر کو بھیج |

کاروان

کیا سبب بیٹھی ہی اوٹھکر چلے جلدی سے
آج کیا ہی بھبتی جانان لیکن جانا سچ مچ

سچ کہا غنچے اگر آپ سے مانا او سی جوٹھ
سخن گر جھوٹھ کہا غنچے وہ مانا پر سچ مچ

ہوگئی جان روان تن سے یہی سنتے ہی
خط کیا آج کہیں اوسنے روانا سچ مچ

چارہ گر یہ جو ہیں سینے سے نکلتے پیکان
اوسکے تیرون کا ہی کیا دل مین ٹھکانا سچ مچ

سامنے میرے جو تم ہنستے ہو یون غیرون سے
ہے نہین کیا مرا منظور رولانا سچ مچ

جو ترا وعدہ ہی وہ جھوٹھا ہی او وعدہ خلاف
جھوٹھا جانو ہی تجھے ایک زمانہ سچ مچ

نام سے کھاتے ہو ظفر سیر تمھارا دل ہے
پیتے ہون جان سے مین فدا سچ مچ

جھوٹ موٹ اسکو جانو یا سچ مچ
دیدۂ اشکبار سے منظر
سمجھ یار دل کا ماجرا سچ مچ

| | |
|---|---|
| گل جو پھولے نہین جامہ مین سماتے ہین صبا | آیا کیا باغ مین وہ غیرت گلشن سچ مچ |
| ابھی مرجاؤن اگر مجھکو یقین ہو کہ وہ شوخ | آئیگا گور پہ میری پس مردن سچ مچ |
| یون ہلی زلف ہوا سے کہ ڈرا مین دل مین | کاٹ کھائیگی ابھی اوڑکے یہ ناگن سچ مچ |
| جب مسی سے ہو رنگین لب نازک اوسکے | برگ گل بنگئے برگ گل سوسن سچ مچ |

قشقہ ماتھے پہ ہے زنار گلے مین ہی ظفر
بن گیا عشق مین اوس بت برہمن سچ مچ

| | |
|---|---|
| تجھ بن جو کاٹے ہین پہر تین چار پانچ | مجھپر گئے برس وہ گذر تین چار پانچ |
| جیسا کہ آسمان پہ ہی یہ آفتاب ایک | ایسے ہین میرے داغ جگر تین چار پانچ |
| ہین ہمسے وہ پھرے ہو لیکن ہم اونسے بھی | کرتے ہین روز پھیرے ادھر تین چار پانچ |
| ارواح تین خلط ہین چار اور حواس پانچ | ہین یہ رفیق بشر تین چار پانچ |
| ہین دوست گر بہت سے اپنے ایک دو | اور کم سے کم عدو ہین اگر تین چار پانچ |
| رہتے ہین روز کوچہ مین قاتل تڑپتے ہی | وہ تین چار لاشے تو مر تین چار پانچ |
| خالی نہین ہی عیب ہنر سے کوئی بشر | لیکن ہزار عیب ہنر تین چار پانچ |

بارہ امام ہی سے ہی اسلام کو قیام
ہین یہ ستون دین کے ظفر تین چار پانچ

## ردیف جیم فارسی جلد چہارم

| | |
|---|---|
| دل ہوا ناوک مژگان کا نشانا سچ مچ | آگیا تمکو تو ہان تیر لگانا سچ مچ |

ردیف حا مہملہ جلد اول

باغ مین جلوہ تمہارے دیکھ خط سبز کا
محو نظارہ رہیگا اپنی صورت کا وہ آپ
پنجۂ مژگان سے کب رکتا تھا طفل اشک
بنگیا ہے سر بسر سینہ مرا آتشکدہ
چاہ مین اوس یوسف ثانی کی یاد کیا

منفعل ریحان نے کیونکہ کھایا ہی طرح
آئینہ یار نے اوسی تمنے دکھایا ہی طرح
آخرش ہمر پہ مر طوفان لایا ہی طرح
سوز الفت نے مری دلکو جلایا ہی طرح
ہاے کمبختی مجھی دل نے ڈبویا ہی طرح

ہم نہ کہتے تھے ظفر دل مت لگا ہر ایک سے
دیکھو یہ اوسکا مزہ آخر کو پایا ہے طرح

## ردیف حا مہملہ جلد دوم

ہم مانتے ہین کب کسی غمخوار کی صلاح
اوس بیوفا کی ہو نسکی ترک دوستی
مرجائیے نہ ہوجیے منت کش مسیح
کاکل مین دل پھنسے کہ گرفتار زلف ہو
انکار وصل کیونکہ نہو تیرا مشورہ
ٹھہری تھی اونکے آنیکی پھر آج اسطرف
کہنے پہ کیجیے پیر خرابات کے عمل
برگشتہ بخت وہ ہون کہ یجون جو دلکو مین

اپنی وہی صلاح کی جو یار کی صلاح
یہ ہمنے اور دل ہی نے کی یار کی صلاح
اب تو یہی ہے اب بتر بیمار کی صلاح
فرمائیے جو ہمین ہے ہمسر کار کی صلاح
ہے اونسے جو دین کبھی اقرار کی صلاح
لیکن نہ ٹھہری اونکی طرفدار کی صلاح
لیجے نہ زاہدان ریاکار کی صلاح
پھر جائے لیتے لیتے خریدار کی صلاح

کیا ذکر اپنے منہ سے نکالین جو ایک بات
جبتک کرا ہے ظفر نہ وہ چار کی صلاح

دیکھا جب گردش کو تیری چشم کی ای فتنہ گر
ہمنے جانا گردش تقدیر کو اچھی طرح

اپنی کیا اچھی عمارت پر ہو نازان غافلو
دیکھیو لوا گلون کی یان تعمیر کو اچھی طرح

کاتب قدرت نے گرد اوس مصحف رخ کی لکھا
کیا ہی خط خوب ہے تفسیر کو اچھی طرح

دل سے گھر اچھا نہیں ہے کوی اپنا وک فگن
بیٹھنے دی اسمین اپنے تیر کو اچھی طرح

ہورہینگے خار بھی پانوں کے اب تو جنون
پانوں ٹوٹے پہ وہی مری زنجیر کو اچھی طرح

جو تجھے منظور ہی کرنا وہی پر ایکبار
سن تو سے ظالم مری تقریر کو اچھی طرح

دے سکے دل اوس سنگدل کو کر چکے ہم امتحان
اے ظفر اس آہ بے تاثیر کو اچھی طرح

## ردیف حاء مہملہ جلد چہارم

ہے سوز غم سے یہ دل بیتاب کی طرح
آتش پہ بیقرار ہی سیماب کی طرح

گیسوے عنبرین ہے وہ رخسار تابناک
پوشیدہ زیر ابر ہی مہتاب کیطرح

سنبل ہے زلف قد ہی ترا سرو کی روش
گلبرگ لب ہین رخ گل شاداب کیطرح

رنگین طبیعت اوسکی ہی اللہ کسقدر
ہر رنگ مین سمائی ہی وہ آب کی طرح

گویا ہی ایک رحباب یا قوت وہ دہن
ذرہ ان ہین اوسمین گوہر خوش آب کیطرح

آنکھون کے عکس سے ہین اڑی چھٹے ہوے
آئینہ اوسکے آگے ہی تالاب کی طرح

غفلت پہ تم ہماری نہ جاؤ کہ غافلو
دنیا کو ہم ہین دیکھ رہی خواب کی طرح

ہی خاک و اشک خون سے قبای بر ہنگی
تن پر لباس اطلس و کمخواب کی طرح

وہ مری گردش طالع ہو کہ جسکے آگے
ہوگیا کاسۂ گردش زدہ بھی چاک پہ گرد

دل پر آبلہ سی گر ہو مقابل تو صبا
جھاڑ دی خوشۂ انگور نے بس تاگ پہ گرد

صرصر حرص و ہوا سے ہے مکدر عالم
اے ظفر سب کے پڑی ہی رخ ادراک پہ گرد

## ردیف دال مہملہ جلد دوم

گیا دہن میں ہیں تیرے مرا ای لعل لب دندان سفید
دُرِ جگ یا قوت میں موتی ہیں سب یکسان سفید

دیکھ وہ بوندیں پسینے کی تری رخسار پہ
جسنے دیکھی ہوں نہ گل پر قطرہ باران سفید

تیرہ بختوں کے لیے ہے صاف تیغ آبدار
کے بالوں میں تمہی یہ مانگ اے جانان سفید

جوش گریہ سے یہ عالم ہے کہ ہر آنسو کی بوند
ہے کبھی منہ سرخ اور کبھی میرے سر مژگان سفید

دوست جب دشمن ہوا او آشنا نا آشنا
ہوگیا لو ہو جہان کا ہمنے جانا ہاں سفید

اک غضب بجلی سی چمکی شب سر رخسار پہ
دیکھتے ہی ہو گیا روی مہ تابان سفید

چاہیے دل ہی فقیری اسپہ کیا موقوف ہے
اے ظفر رنگین ہوا یا ہو جائے انسان سفید

## ردیف دال مہملہ جلد چہارم

یا ری عیارگی ہے گرچہ یاری سے بعید
پر نہیں اے مہربان عادت تمہاری سے بعید

کیا کرے گر شمع پر جان اپنی پروانہ نہ دے
اس جگہ پر ہے تامل جان نثاری سے بعید

کشتی نہ چرخ گر ہو غرق طوفان بلا
کیا ہے میری چشم تر کی اشکباری سے بعید

تیر نگاہ سے مجھکو زخمی تو کر چلے
جل ہی رہا تھا آتش اندوہ غم میں دل
بیٹھے تھے خانقاہ میں ہم سب کے پارسا

پھر کھینچتے ہو تیغ میان یک نشد دو شد
اوٹھنے لگا جگر سے دھواں یک نشد دو شد
پھر یاد آیا دیر مغاں یک نشد دو شد

کی دوستی جو اوس بت کافر سے اے ظفر
دشمن ہوا ہے اپنا جہاں یک نشد دو شد

## ردیف ذال معجمہ جلد اوّل

کیونکہ خسرو کو نگین اوسکی نہ دشنام لذیذ
شکر لب جو کہ شہادت کے ہیں اونکی قاتل
یہ مزا قند و شکر میں بھی نہیں ہے ہرگز
یاد چشم بت بدست میں ہمکو ساقی
لگ گئے تو نئی محبت میں مزا ہو تلخیہ
ہے کہاں سیب میں بھی حلاوت ایسی

جبکہ شیریں ہو ترا نام خدا نام لذیذ
کیوں نہ شربت سے ہوں اب دم صمصام لذیذ
لب شیریں ترے جیسے ہیں دلارام لذیذ
وقت مے نوشی کے کیا لگتے ہیں بادام لذیذ
سینے ہوتا نہیں ہرگز ثمر خام لذیذ
بوسہ جو تیرے ذقن کا ہے گل اندام لذیذ

جو مزہ بادۂ الفت میں ہے اپنے دیکھا
ایسی ہوتی نہیں ہرگز مے گلفام لذیذ

چھپایا تو نے کسکا کواڑ میں کاغذ
لکھے جو محضر خون میں کو کوہکن نے عشق
کسیکے لکھتے تھے خط وہ پلنگ پر بیٹھو

دھرا ہوا ہے جو بیٹھک کی دراڑ میں کاغذ
تو برگ لالہ ہو مہر میں پہاڑ میں کاغذ
مجھے جو دیکھا چھپایا نواڑ میں کاغذ

## ردیف ذال معجمہ جلد دوم

## ردیف ذال معجمہ جلد سوم

## ردیف ذال معجمہ جلد چہارم

پیدا نگاہ گر کہ تجلی حسن یار سب جا ہے آشکار
شعلے سے طور کے نہین کم روشنی مین ہر سنگ کا شرر

کیون کعبہ و کنشت مین مرا رتا ہے تو یہ سر گرم جستجو
تو جسکو ڈھونڈھتا ہی چھپا وہ تجھی مین ہی یہ تو ہی بیخبر

جوش بہار حسن کسی گل سے ای صبا ہی یہ جنون کا جوش
مصروف اسقدر جو گریبان دری مین ہی ہر غنچہ ہر سحر

ہے دور جام و صحبت یاران زندہ دل کیفیت حباب
کچھہ ہی اگر مزہ تو یہی زندگی مین ہی باقی ہے درد سر

ای خود پرست پوچھتا کیا ہے خدا کی راہ ہی وہ بہت قریب
گم کردہ راہ آپ تو اپنی خودی مین ہی ای سوختہ جگر

صد داغ سوز عشق سی کھایا بلکہ صد ہزار ہر داغ دل یہ تو
لذت تجھی نصیب اگر عاشقی مین ہی ای سوختہ جگر

افشای راز عشق نہ کر کیکے جیب کی بات پردہ ہی خوب ہی
جی ہی مین اپنے رہنے دی جو کچھہ جی مین ہی خاموش ای ظفر.

| | |
|---|---|
| یا تو وہ رکھتے تھے ہم گوشی ہمین سے اسقدر<br>ہمکو پاس اتنا ہو ہر بات پر پہلو تہی<br>ہوش مین آؤ ہمین کہتے ہو تم بیہوش ہو | یا لگی ہونے سخن پوشی ہمین سے اسقدر<br>اور تمہین ننگ ہم آغوشی ہمین سے اسقدر<br>کیون میان دل ہوش بیہوشی ہمین سے اسقدر |

دکھو راشگون کا ہی ہمارے نکلتے بانون مین ہین تیر اترے

نہ کیونکہ ہون عشق پر نچھاور زمین پہ گوہر فلک پہ اختر

بھبھوے پانون مین ہین نمایان تو سر پہ داغ جنون فروزان

نہ دیکھین دیوانے تیرے کیونکہ زمین پہ گوہر فلک پہ اختر

ذرا جبین عرق فشان پر تو اپنی افشان دکھا دے چنکر

کہ تا نظر آئین ماہ پیکر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر

نہ سبزہ و گل پہ جوش شبنم نہ چمکے جگنون ہوا پہ ہر دم

نظر سب آتے تھے مجکو یکسر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر

ادھر تو فوارے چھٹتے ہین ادھر ہین اشجار پر چراغان

نئی ہے سیر اک چمن کے اندر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر

زمین نہایت ہی تھی یہ مشکل ظفر کے اوستاد پر وہ کامل

غرض دکھائے وہی بٹھا کر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر

نجز انگور کب راضی ہون ہم جنت کے جانے پر
تاسف کو ہین گے بار کو وہ غم اوٹھانے پر
ترا گھر میرا کاشانہ تھا اب ہے غیر کا مسکن
اثر دیکھا ترا ہی گریہ وہ بیدرد کہتا ہے
ہماری دل کا عقدہ غنچہ لب تیرے کی کھلتا ہے

رکھی ہے مرغ روح نے گلستان تک آب و دانے پر
ٹپکتا تھا یہ ہر شیرین کہ شانہ آشیانے پر
تسلط زاغ نے پایا ہمارے آشیانے پر
کہ مجکو آگ لگتی ہے ترے آنسو بہانے پر
کہ وا شد اسکی ہے موقوف تیرے کھلکھلانے پر

ردیف رای مہملہ [illegible]

دو دو جلو ہمارا ہی یہ اونا فلک پر

رکھتا ہیں بولی جہل کالی گھٹا فلک پر

ہے آتش جب جا کا عیب ذاتی فلک پر

بجلی بنا فلک پر ہے آفتاب ماہ تابان

[illegible] دل میں ہلال کیا کیا ہے کٹا فلک پر

خورشید بھی بنا ہے [illegible] فلک پر

وہ حسن روز افزون بڑھتا رہا ہمیشہ

سیپارہ نور مہ کا بڑھتا گھٹا فلک پر

بہ تھا سے ظفر ہمیشہ گھٹا فلک پر

وہ شاکرین [illegible] جانا کہ میسجا

شوقی اوس [illegible] کی ہی نگہ میں [illegible]

| | |
|---|---|
| تیغ ہمسر ترے ابرو کی نہ کوئی بن سکے | تیغگر رہ جائین لوہا بے تو مینہ کوٹ کر |
| ہاتھ لوہیں محتسب تیرے کہ تو نے سنگدل | ریزہ ریزہ کر دیا پتھر سے مینہ کوٹ کر |
| گر کبھی ہو وصل کا مکتب تو ہم اوسکی عوض | دن گذارین چھاتی اپنی اک مہینہ کوٹ کر |
| پارہ پارہ کر دیا سنگ ستم سے ہم ستم | ای پریرو تو نے دل کا آبگینہ کوٹ کر |

ظلم سے جوہر کیا نقصان شریفونکو بھلا
کب گھٹائے زر ظفر ہو یا کمینہ کوٹ کر

| | |
|---|---|
| دن اور ہے رات اور زمین اور زمان اور | رہتے ہیں نہ خود رفتہ جہان سے وہ جہان اور |
| اک بار کبھی تند رو دل و جان ترے دونون | اب کیا تجھے دین ہم کہ نہ دل ہے نہ جان اور |
| دے جام یہ گر جام پیا ہے مجھے ساقی | مین بس نہ کہون منہ سے کبھی جاون کہان اور |
| جل جائیگی یہ برق نہو دیکھ مقابل | ہے سوختہ جانون کا دم شعلہ فشان اور |
| کچھ چشم تر و سوز جگر نہیں موقوف | افسانے محبت کے بہت سے ہیں نشان اور |
| کس طرح غم یار کو ہیں دل سے نکالون | جا ہی یہ کمان اوسکا ٹھکانا ہی کمان اور |
| کیا ہووےگا اگ چاک کو سینے کے سئے سے | دل میں تو ہزار دن ہیں اور ابھی خم نہان اور |
| یہ شوق شہادت کی ہی تا پھر کہ قاتل | ہوتی ہی مری خون سے ترے تیغ روان اور |
| دو دن دلمین جگہ کیونکہ نہ دس دن نشیں کو | اس سے نہیں بہتر کوئی بیرہ کا مکان اور |
| محفل سے اوٹھا غیر کو اوسکی عوض گر | رکھدے مری چھاتی پہ کوئی سنگ گران اور |
| تو گھر کو سدھار اپنے خدا کیلیے ناصح | ہوتا ترے باتون سے ہے مجھکو خفقان اور |

ردیف [illegible]

[illegible] کبھی سینہ میں استقرار

ادا کی تیغ ان سے [illegible] سکیں میں استقرار

جفا سے [illegible] ولیکن شبہ میں استقرار

وہ بیتاب [illegible] یا بھی میں استقرار

[illegible] گرم ہو رہتا ہو او سکی خم میں استقرار

اوسکی سینہ کو نجانی او سکی رہ میں استقرار

[illegible] الفت کی رہ میں استقرار

[illegible] سے بیشک دل [illegible] میں استقرار

ظفر [illegible] نہیں ہے [illegible] استقرار

[illegible]

| | |
|---|---|
| ناحق زبان شمع نہ گلگیر کاٹتا | کرتی نہ وہ زبان جو سر انجمن دراز |
| باری گیا وہ تیشہ آخر نے مختصر | تھا جو کہ قصہ عشق کا ای کوہکن دراز |
| باری ہی تیز زبان وہیں زخم لاف عشق | یہ تو زبان دراز نہین ہی دہن دراز |
| تشبیہ اوسکو دون قد موزون سے کیا برا | ای رشک گل ہی قامت سرو چمن دراز |

جانے دے تو نہ چھیڑ ظفر ذکر زلف یار
ہو جائیگا زیادہ وگرنہ سخن دراز

## ردیف زای معجمہ جلد چہارم

| | |
|---|---|
| بس طرح کھینچے ہی دستہ آہ یہ دلگیر تیز | اسطرح نکلے کمان سخت سی کب تیر تیز |
| سوزش دل نے جلا کر مجکو خاکستر کیا | کردیا اس آگ کو تونے تو اے تقدیر تیز |
| کند کر دل کو نہ وقت ذبح اپنے قصید | کرنے تو اپنی چھری ظالم دم تکبیر تیز |
| پھر لگے کاغذ کے گھوڑے دوڑنے یار و نظر | پھر لگی ہونے وہاں تحریر پر تحریر تیز |
| روبرو اوسکے رہی تیزی زبان میں مجال کیا | کرتے ہیں بیٹھے بیٹھے ہم یہیں تقریر تیز |
| قتل کرنا کسکا ٹھہرا دیکھیے مد نظر | اوس نگہ نے سنگ سرمہ سے جو کی شمشیر تیز |

جتنی تصویرین مرقع مین ہیں عالم کے ظفر
سب سے سے اوس عالم تصویر کی تصویر تیز

| | |
|---|---|
| رہیگا تا بہ دم واپسین نشیب و فراز | کر دم کیساتھ ہی ای ہمنشین نشیب و فراز |
| سمجھتا آپ کو اونچا ہی اور کو نیچا | کھلیگا تجکو یہ زیر زمین نشیب و فراز |

یہ سلا گل پہ جو بھنورا ہو تو کچھ دور نہیں
دیکھو ہی داغ جگر میرے دل زار کے پاس

منکشف کیون نہون آثار محبت تجھہ پر
قبر عاشق کی ہے ظالم تری دیوار کے پاس

حلقہ زلف اوس بت کے نہو کیونکہ قریب
رکھنی تھا قاتل کو سپر چاہیے تلوار کے پاس

سوزش عشق مین دل کیون نہو بیتاب ظفر
جانے دیتا نہین کوئی مجھے اوس یار کے پاس

آبلہ پیدا ہوا داغ دل مضطر کے پاس
چاہیے تھا واقعی شیشہ بھی ان ساغر کے پاس

زلف آشفتہ نہین خال رخ دلبر کے پاس
شاخ سنبل باغ مین طرفہ ہے نیلوفر کے پاس

جب سے دل کے متصل رکھتا ہون تصویر یار
اور ہی صورت کا جلوہ ہے خدا کے گھر کے پاس

دل عبث ہمنے دیا ہے اس بت کافر تجھے
لعل کی کیا قدر ہو جب تجھسے پتھر کے پاس

مین تو سایہ سے بھی اوسکے بھاگتا ہون الحذر
ہو جو دیوانہ سو جاوے اوس ہی پیکر کے پاس

ابر کی کیفیتن خالی ہین بھاتی نہین
بادہ گلگون سے ساقی رکھدے شیشہ تر کے پاس

زلف کے کشتہ کا تیرے ہے جہان مرقد وہان
جا نہین سکتا کبھی کالا بھی مار در کے پاس

آفرین تجھکو ظفر ہے کیون نہ شاگرد نصیر
اس غزل کو جا کے پڑھ ہر ایک دانشور کے پاس

خموش کیون نہو مرغ فلک دماغ قفس
ہزار حیف کہ ہو ہمصفیر داغ قفس

قفس کے چاک مین گل رکھکے ہمت اوٹھا صیاد
کہ ہر بلبل شیدا ہے یہ چراغ قفس

قفس سے چھوٹ کے بہونچون اگر چمن کیطرف
برنگ لالہ رہے دل یہ وان بھی داغ قفس

| خاک سے بادہ کشون کے جو بنے جام و سبو | کیا عدم مین بھی ہے میخانہ مستی کی ہوس |
|---|---|

ہم وہ آوارۂ دشت ظفر ہین کہ ہمین
نہ تو ویرانے کی پروا ہے نہ بستی کی ہوس

## ردیف شین معجمہ جلد اول

| | |
|---|---|
| بھولا نہ تجھے یہ کبھی اس یاد کو شاباش | شاباش ہمارے دل ناشاد کو شاباش |
| ہر روز ستم تازہ ہے ہر روز نیا ظلم | اے شوخ ستمگر تری ایجاد کو شاباش |
| گویائی اگر ہو کہے لب زخم جگر کو | اتنا کہے اوس خنجر بیداد کو شاباش |
| نازک ہے تو کس کام کا نا صاف ہے گر دل | فولاد بنا آئینہ فولاد کو شاباش |
| المنۃ للہ کہ ہوئی اتنی تو تاثیر | کہتے ہین وہ سنکر مری فریاد کو شاباش |
| یہ قتل کا ہے شوق کہ اوڑ جاے اگر سر | پیدا ہو صدا حلق سے جلاد کو شاباش |
| مرغ چمن قدس کو اس دام سے کیا کام | پر کھینچ ہی لایا مجھے صیاد کو شاباش |
| کیا طرز وفا عشق سے سیکھا ہے دلا واہ | شاباش تجھے اور ترے استاد کو شاباش |
| مر مر کے ہوے داخل جنت نہیں آدم | پر چھوڑ نہ جائے پدر اولاد کو شاباش |
| آسان نہین سنگ سے سر مار کے مرنا | کیا کام کیا عشق مین فرہاد کو شاباش |

ہین لاکھون خیالات مین فکر سخن اپنا
تیری ظفر اس طبع خداداد کو شاباش

| ہمیشہ باندھے ہین شاعر شراب کو آتش | بری ہی جھوٹے ہین کہتے ہین آب کو آتش |
|---|---|

ردیف شین معجمہ جلد دوم

ردیف شین معجمہ جلد چہارم

ردیف صاد مہملہ حلیہ دوم

بہ ہجر کی تھی کثرت آفات میں تشویش
تو بھاگ دلا دیکھ محبت سے کہ اسکی
گذری ہے کوئی لحظہ جو بنکر تو برسوں
باقی نہیں ہمتو کبھی ہو نہ مشوش
جی کیوں نہ ڈرے گریے سے ہو دل شکستہ
دل نذر کروں اپنا کہ جان پیشکش اپنی

سب مٹ گئی وہ ایک ملاقات میں تشویش
ہر گام میں اندیشہ تو ہر بات میں تشویش
دیتا ہے فلک اوسکے مکافات میں تشویش
آتی ہی نہیں ہم خرابات میں تشویش
ٹوٹے ہوے گھر سے تو برسات میں تشویش
ہے مجکو ترے غم کے مدارات میں تشویش

عقبیٰ کی ظفر چاہیے کچھ فکر بشر کو
بیہودہ ہے دنیا کی مہمات میں تشویش

ردیف صاد مہملہ حلیہ اوّل

بھری تھی ساغر میں رات ساقی نے ایسی خوشبو شراب خالص
نہ اوسکو پہونچے ہے مشک خالص نہ اوسکو پہونچے گلاب خالص
اس آرزو میں کہ اوسکے پاؤں کے چھالے کوئی مجھے بتادے
اودھر تو ہے سیم ماہ خالص اودھر زر آفتاب خالص
حلاوت اوس شیرین لعل لب کی نہ پوچھو یہ کی ہے شیرین
کہ جو کوئی انگبین خالص کو گھولدے لیکے آب خالص
دل شکستہ درست میرا نہو دے کیونکر کہ ہاتھ آئے
تمھارے بوسے سے خال مشکین کی مومیائی شتاب خالص

ہر ایک شخص کے اخلاص
نہیں اسی تقصیر وار ہیں اخلاص

ردیف صاد مہملہ حلیہ

ظالم تری نگہ مین ہی گر تیر کا خواص
رکھتا ہی دل ہمارا بھی نخچیر کا خواص

حق مین ترے شہید کے آب حیات سے
کیا کم ہی آب خنجر و شمشیر کا خواص

نسخے مین میرے گر تپ غم کے لکھے طبیب
کافور بھی ہو قرص طباشیر کا خواص

سودائی اوسکا پا ہی بہ زنجیر کیا رہی
رکھتا ہی وہ تو نالہ زنجیر کا خواص

سمجھے نہ اسنے لائق خدمت تو شاہ حسن
شاہ جہان کا ہو کہ جہانگیر کا خواص

ہو کیون نہ خاکسار محبت کا دل غنی
ہی خاک کو بھی یان اکسیر کا خواص

رہتی ہی اوس جبین پہ گرہ کیا سبب ظفر
کیا اوس مین بھی ہی زلف گرہگیر کا خواص

## ردیف ضاد معجمہ جلد اول

لب لگا لینگے ترے لعل مین پر اعتراض
زلف ہی کرتی ہی کیا مشک ختن پر اعتراض

ہنسنے کی ہی جان کینی اور سنگی خار گنی
واجبی ہی گر کرین ہم کوہکن پر اعتراض

لاکھ پیچ و تاب کھائی موج دریا پر کہان
کر سکے اوس آستین پر شکن پر اعتراض

ہووے پھر صبح قیامت پر قیامت اشک کا
گر لگائے گھر چاک کفن پر اعتراض

شاخ سنبل سی لگا کر شاخسانہ زلف گر
قد ترا کرنے لگی سرو چمن پر اعتراض

نا بیے گنبد اگر اک اپنی دود آہ سے
لا کھ نکلین خیمہ چرخ کہن پر اعتراض

آج کس اہل سخن کو اسقدر مقدور ہی
کر سکے جو اے ظفر تیرے سخن پر اعتراض

## ردیف ضاد معجمہ جلد دوم

## ردیف ضاد معجمہ جلد سوم

بخشش بخت آت

ساقتا

ساقیا پہونچی ہی تیری جام سی عالم کو فیض
منہ نہین ہمکو لگاتا اگ نہین ہی ہم کو فیض

ہون نہ صاحبدل کبھی محتاج فیض جام جم
بلکہ اونکو ساغر دل سی ہو جام جم کو فیض

رکھتی ہی جاری ہمیشہ آنسوؤن سے فیض نم
دیکھنا منظور ہی کیا میری چشم نم کو فیض

عشق مین ہی بس غنیمت ہمکو غم اور غم کو ہم
پہونچتا ہی غم سی ہمکو فیض ہمسی غم کو فیض

ہو تو شاید کچھ تمھارے ہی لب جان بخش کی
ورنہ ہو عیسی سے کیا اس عاشق بیدم کو فیض

عمر بھر کھایا کیے ہم حضرت دل پیچ و تاب
کیا اوٹھایا پھیر کر اوس کاکل برہم کو فیض

ہے نفخت فیہ من روحی سی ظاہر اے ظفر
جو کہ پہونچا خالق کونین سی آدم کو فیض

## ردیف ضاد معجمہ جلد چہارم

زلف سی اولجھی یہ کیا اس مبتلا کو ہی غرض
ہر یہ کہ ناحق بلا کسکی بلا کو ہی غرض

جو ہوا اے شوخ بیمار غم فرقت ترا
نے شفا سی اوسکو نے اوس سے شفا کو ہی غرض

دل مرا ہو شاد کس سی خون تک فقط مقصود ہے
ورنہ اوسکی دست و پا سی کیا حنا کو ہی غرض

جان و دل ایمان و دین جو کچھ تھا لینا لے چکا
اب رہی کیا ہمسی اوس کافر ادا کو ہی غرض

اے ستمگر ہی وفا دشمن تری بیداد سی
بیوفا کو کیا غرض ہی یا وفا کو ہی غرض

امتحان تیرش تیغ نگہ منظور ہی
قتل سے میرے نہین اوس جفا کو ہی غرض

آشنای بے غرض ہی کون دنیا مین ظفر
پڑتی سو بار آشنا سے آشنا کو ہی غرض

زلف کی تار سیہ رخ پہ کہان یار کے خط
پینکر ہار گئے ہین جو وہ سویا شب کو
خط تو پکڑا ہی گیا تھا مرا لیکن نکلے
خط عارض ترا دہ ہی کہ منوو ی سر سبز
نامہ بر دیکھیے تقدیر مین لکھا کیا ہے
یاد آئی دم تحریر جو وہ زلف دراز
کھنچے ہین تار شعاعی سے ہمیشہ سر خاک
مہر ہر نامہ اگر ہو مین نہ آنکھین قاصد

صحن گلزار مین جلتے ہین پر یار کے خط
پڑ گئے گردن نازک پہ گئی ہار کے خط
پاس قاصد کے مرے اور بھی دو چار کے خط
روبرو کوئی ترے اس خط گلزار کے خط
یار پڑھتا ہی مرا سامنے اغیار کے خط
ہو گیا ایک برابر گئی طومار کے خط
مہر بھی روبرو اوس تابش رخسار کے خط
کیونکہ معلوم ہون حسرت کش دیدار کے خط

تیغ ابرو سے ہین جانباز ظفر سیر
بے اجل پڑتا نہین دھار تلوار کے خط

## ردیف طای مہملہ جلد دوم

ابھی بھیجے نہ بارا بارا خط
لایا قاصد جواب خط ایسا
تجھکو لکھتے قلم ہی نرگس کے
دل کے مضمون بیقراری سے
گیا تعویذ ہول دل ہمنے
مانگ ہی یا اندھیری رات مین یہ

دیکھیے تو بھیجے میر سارا خط
ہمکو لکھنا پڑا دوبارا خط
تیرا حسرت کش نظارا خط
اوڑ گیا ایسا جیسے پارا خط
لیکے اے دلربا تمھارا خط
کہکشان کا ہی آشکارا خط

مانگ اوسکی یاد آئی دیکھ کر
کہکشان کا شب مہ افلاک کے خط

دل اوسکی جنبش قرگانسے کیون نہ خذر کرے
اوٹھا کی آنکھ نہ دیکھا چمن مین نرگس نے

ملون مین اپنے کف پا سے اپنے دیدۂ تر
رکھین ہم اوس سے دلا چشم آشنائی کیا

نہ توڑو دلکو مرے ای بتان سنگین دل
نہ اس مریض کو ہان چاہیے ہوا کا لحاظ

رہا جو اوسکو تری چشم پرحیا کا لحاظ
نگر ہے مجکو ذرا سرخی حنا کا لحاظ

نہ پاس یار کا جسکو نہ آشنا کا لحاظ
ورو خدا سے کرو خانہ خدا کا لحاظ

ظفر پلا دو اوسے بھر کے ساغر مے ناب
اگر اوٹھانا ہے منظور دلربا کا لحاظ

## ردیف ظامی معجمہ جلد چہارم

گلی مین یار کی ہمنے رکھا قدم بہ لحاظ
ہماری شکل نے سب حال کہدیا اوسن

علم وہ کرتی ہین اسیر بھی ہاتھ اپنے قاصد
جب اوس سے حسن مین یوسف منو سکا ہمسر

صبا دا جونک اوٹھی خواب ناز سے وہ گل
ابھی ڈبو ہین تیغون کے گھر کے گھر لیکن

گئے بھی تو باادب آئی بھی تو ہم بہ لحاظ
زبان سے گو نہ کہا ہمنے دل کا غم بہ لحاظ

اگرچہ کرتے ہین خط اونکو ہم رقم بہ لحاظ
تو جا چھپا وہ پس پردۂ عدم بہ لحاظ

چمن مین جا ٹہوا ہی باد صبحدم بہ لحاظ
ہم اونکے آگے نہین ہوتی چشم نم بہ لحاظ

ظفر نہ کھینچ سکی اوس مو کمر کی جب تصویر
تو سر جھکا کے اوٹھائے نہ مو قلم بہ لحاظ

## ردیف عین مہملہ جلد اول

ردیف عین معجمہ جلد سوم

| | |
|---|---|
| روشن دونون کے قرب مین ہین لاکھہ فایدے | |
| آتا نہین ہی کام ظفر دور کا چراغ | |

ہے پاس اپنے اوسکے رخ پرنور سی چراغ
روشن ہو چشم مست کے کشتے کی گور پر
شعلے کو ہی میرے سوزش دل پر جو رشک ہی
رونق ہی تفتہ جانون کو بخت سیاہ سے
کچھہ مودیون کے گھر مین نہین روشنی کا کام
اللہ رے تجلی انوار حسن یار

اے ماہ نو دکھا ہمین دور سے چراغ
روغن کی جا ہے بادۂ انگور سے چراغ
جلتا ہی بزم مین مری ناسور سی چراغ
پاتا فروغ ہی شب دیجور سی چراغ
مانوس کب ہی خانۂ زنبور سی چراغ
ہے میرے گھر مین روشنی طور سی چراغ

روشن ہوا آفتاب قیامت کا اے ظفر
ہم دل جلون کی شمع سر گور سی چراغ

کچھہ بات کہدین مصلحتاً تجھسے ہم دروغ
قاصد خط اوسنے لکھ کے جو بھیجا کبھی تو کیا
ابرو کو اوسکی کہتے ہین سب تیغ اصفہان
غم کھاتے کھاتے جان مری لب پہ آگئی
مین نے تو کچھ کہا نہین تم کہتے ہو کہا
سچا ہی اس زمانے مین وہ بھی کہ جسکے ہو
حق ہی دروغ گو کو کہ نہین حافظہ ظفر

اے بت قسم کھائین خدا کی قسم دروغ
تحریر جو ہی اوسمین وہ ہی یک قلم دروغ
ہے اصفہانیون مین کہان ایسا خم دروغ
وہ اب بھی جانتے ہین مرا حال غم دروغ
کیا پیٹون اوس دروغ کو ہی تم دروغ
کچھ راستی سخن مین سوا اور کم دروغ
جاتا ہی بھول کرکے جو وعدہ صنم دروغ

ردیف فا جلد اول

| | |
|---|---|
| کہ رہا دوڑتا اودھر ہی جسر تو جستا | کہ رہی دوڑتی ادھر ہی وا دریغا و دریغ |

اے ظفر ہین کیا کہون کتنا غم تشییر مین
دل مرا آٹھون پہر ہی وا دریغا وا دریغ

| | |
|---|---|
| چاہیے نے شمع مجکو نے سر مدفن چراغ<br>جنبش دامن سے تیرے اے نسیم صبحدم<br>یون ہیں تر مژگان ہے ڈسر خی چشم سرخ ہا<br>شب دکھا کر تو رخ روشن نہ کر غارتگری<br>وقت رخصت یار سے گھر مین اندھیرا چھا گیا<br>رات کو جو رہی تھا لگا جو ذرا وہ شمع رو | داغ دل روشن ہو زیر خاک پر در مدفن چراغ<br>گل نہین ہوتا چمن مین گل کا یہ روشن چراغ<br>رکھدیا جیسے جلا کر ہو بس جلین چراغ<br>ساتھ اپنے رات کو رکھتے ہین کب ہم زن چراغ<br>روشنی وقت دو سے ہی غماز اور دشمن چراغ<br>تا ب رخ سے بن گیا دیوار کا روزن چراغ |

شمع سان جلتے ہین سب سوز الم سے ہم ظفر
ہے جلاتا گھر مین گھی کا دولت یر فن چراغ

## ردیف غین معجمہ جلد چہارم

| | |
|---|---|
| یہ چھیک کا ہے جو کوئی رخ گلبدن پہ داغ<br>کیون داغ تو نہ دے ہمین ہر بدن چاک ہو<br>دھولے دل سے داغ معاصی جو دھو سکے<br>ہر چند عیب سب یہ ہوتا ہے داغ کا<br>دیکھو جو اسکے دانت مسی تو کیا عجب ہین | دیتا ہے ماہ کو بھی وہ چرخ کہن پہ داغ<br>انجم سے لاکھون ہین دل چرخ کہن داغ<br>گھر چاہتا ہے ہو نہ لحد مین کفن پہ داغ<br>یہ جو شما سا ہے کا ہے اس دفن پہ داغ<br>ہو رشک سے اگر دل ذر عدن پہ داغ |

کہتا ہی کوئی جیم کوئی لام زلف کو
کہتا ہون مین ظفر کہ مسطح ہی کاف زلف

وصل کی ہونے نہین دیتے جو تدبیر حریف
ادنکی تقصیر نہین ہی مری تقدیر حریف

دلپہ یون وار کیا تیغ نگہ کا اوس نے
جسطرح کھینچکے مارے کوئی شمشیر حریف

بسمل ابرو و مژگان ہون کسی قاتل کا
نہ مری تیغ ہی دشمن نہ مرا تیر حریف

دشت وحشت کو ارادہ ہی کہ آباد کرے
کھولدے کاش مرے پانونکی زنجیر حریف

نامہ یار کو قاصد سے اوڑائینگے غیر
دیکھنی بھاگی ہین کیا نسخہ اکسیر حریف

دوستی مین تری دشمن ہوئی یہ خلق ہمی
ہدف تیر بنائین مری تصویر حریف

ہین زنار محبت نہ پھرے زلف سی ہم
ہمکو پروا نہین گر کرتے ہین تکفیر حریف

شمع ساں رکھتے ہین ہر چند زبان اپنی دراز
اے ظفر دیکھین تو کیا کرتے ہین تقریر حریف

## ردیف فا جلد دوم

گر ہی دل دنیا خطا کر بت بے پیر معاف
پھر نہین ہونی کی ہو بات تو یہ تقصیر معاف

تو اگر قتل سے خوش ہو تو خوشی ہی اپنی
جان کر دی اپنا تجھی عاشق دلگیر معاف

دل سودا زدہ کو مار ہی گو پیچ خم زلف
ورنہ دیوانے کو تو ہووے ہے تعزیر معاف

دم بسمل نہ سنی تو تری بسم اللہ
ذبح کرنے مین ہے شاید تری تکبیر معاف

گر حساب ستم و جور یہ ہون حاصل داغ
کیا عجب ہی تی محاسب کو ہی تحریر معاف

جو مجھ کہتے ہین دل اوسکو دیا کیون تو نے
کر دیا زلف نے کافر تری ہمکو آگاہ

مین ہون بیمار محبت نہ کرو میرا علاج
وائے کس شوخ ستمگر سے لگا دل اپنا

نہین اوس شوخ کی ہم ناز و ادا سے واقف
ورنہ ہم آگے نہ تھے دام بلا سے واقف

اے طبیبو نہین تم میری دوا سے واقف
کہ نہین شہر سے وہ آگہ نہ دوا سے واقف

ہنستے کیون گل کی روش باغ جہان مین غافل
اے ظفر ہوتے اگر بادِ ہوا سے واقف

دیکھکر اوس قاتل سفاک کو خنجر بکف
ہی کشتی کو کون آیا باغ مین اے عندلیب

ہم ہر آنسو کو کے دیکھتے ہین عشق مین
خون کیے تونے ہزارون پھرتے ہین سب خونخواہ

بہگئے دریا مین تیرے دلستون کا گرا اشک گرم
آنکھ اوٹھا کر بھی نہین وہ دیکھتے بلبل بدماغ

عاشق ہر بار پھرتے ہین ہمیشہ سر بکف
جو صراحی دربغل غنچہ دہن گل ساغر بکف

چشم سے اپنی صدف کیطرح سے گوہر بکف
ہے تری دست ستم سے اک جہان محشر بکف

ہون حبابون کی جگہ گرداب کے اخگر بکف
جو کہ نرگس کیطرح رکھتے ہین سیم و زر بکف

دیکھیے قسمت کا لکھا ہوگا اوس دن کیا ظفر
ہو ویگا اعمال بد کا اپنے جب دفتر بکف

ہر رقم مین اوسکا انداز رقم ہی مختلف
وہ جو پاس اونکے نہین تھا جسکے باعث اختلاف

روبرو عارض کے تیری روشنی خورشید کی

جو قلم سے اوسکے نکلا یکقلم ہی مختلف
کچھ مزاج اونکا بہت آگے سے کم ہی مختلف

صاف مثل نور شمع صبحدم ہی مختلف

[illegible]

دیوان ظفر جلد سوم

[illegible]

| | |
|---|---|
| کوئی جا کر آئینہ رویوں سے کہدے کہ صاف<br>منہ پہ تو کچھ اور ہے تم پیٹھ پیچھے ہو کچھ اور | ہے بجا دلمیں کدورت ہے اگر دونوں طرف<br>ہو صفائی کیا یہ آئین دگر دونوں طرف |

عاشق و معشوق کے کیونکر نہ دلمیں آئے فرق
تفرقے ڈالیں جو عمار ہیں ظفر دونوں طرف

## ردیف قاف جلد اول

| | |
|---|---|
| ہر نفس حسرت و ہر دم قلق | ہر گھڑی اڑتے ہیں یہ دل کے ورق |
| وے ہے یہ استاد محبت مجھے | رنج و الم غم ہے سبق بر سبق |
| ایک ہی بیتابی دل ہے مری | ل گئے سیارہ ض و سما کے طبق |
| جلد آ جلد کہ جان محزون | تن بیجان میں باقی ہے رمق |
| آج اوس مست پہ ہے طرفہ بہار | زلف آشفتہ جبین زیر عرق |
| لب پہ رنگ مسی و سرخی پان | ہے بہم جلوہ شام و شفق |

رو حاسد ہے جو منظور ظفر
پڑھو قل اعوذ برب الفلق

| | |
|---|---|
| پلک پڑا نہیں اوس لعل کی شکن سے عرق | ٹپکتا زہر ہے یہ سانپ کی دہن سے عرق |
| پیام کس کا یہ لایا کہ اتنا گرم آیا | رواں ہے جو مرے قاصد کے پیرہن سے عرق |
| چمن پہ اوس سے پڑے جا کے ٹھیکر اکبار | تمہارے رخ پہ نمایاں ہوا نہیں سے عرق |
| نہ سمجھو شبنم اسے دامن اپنا چھوڑ دیا | صبا نے پونچھ کے پیشانی چمن سے عرق |

[illegible]

ردیف قاف جلد دوم

[illegible]

نہیں ہے درد مجھے اور کچھ سوای فراق
طبیب مجھسے اگر ہو تو کر دوائے فراق

بہائے چشم سے دریا بھی وہ بجھ نہ سکے
جگر مین آگ کسیلیے اگر لگای فراق

ترے فراق زدون کے مزار سے تا حشر
عجب نہین کہ یہ نکلے صدا کہ ہای فراق

فراق مجکو ستاتا ہے ہان فراق کو مین
یونہین ستاؤن اگر میرے ہاتھ آئے فراق

وصال بھی جو میسر ہوا تو خوش نہ ہوا
غم فراق کے ڈر سے یہ تھا بلای فراق

کیا خدائے جہان آفرین نے یہ پیدا
فراق میرے لیے اور مجھے برای فراق

ڈرا نہ روز قیامت سے تو مجھے واعظ
کہ مین نے دیکھے ہین کتنے ہی روز ہای فراق

مزے سے کیا کوئی آگاہ ہو محبت کے
کہ جب تلک ہو نہ دل لذت آشنای فراق

فراق و فرق مین اک حرف کا ہے فرق ظفر
جہان ہے فرق دلون مین وہین ہے جای فراق

ہوگا نہ خاک بھی ساتھ جو دل کا قلق
جا کے ہلا دینگے ہم ساتون زمین کے طبق

لعل سی زیب برادسکی جو ہے رنگ پان
ہوتے ہین کیا کیا خجل دیکھکے شام و شفق

حال شب غم مرا سب نہین جاتا لکھا
گرچہ سیہ ہوتے ہین روز ہزارون ورق

دل کو ہین نکرون میں یون ہوئے ہین مشغول شک
جیسے گلستان کا لین طفل دبستان سبق

اسکو خط کہکشان تو نہ سمجھ رات کو
تانے نے میری کیا سینہ گردون کو شق

گو نہ زبان سے کہا راز محبت تو کیا
خشک ہے لب چشم تر زرد ہے منہ رنگ فق

لاؤ وہ گل پر ظفر اوس سی پڑ جائیگی
دیکھ کے رخسار پر اوسکے بہار عرق

ردیف کاف جلد اول

اے ظفر عشق کی دولت سے ہو دل جنکا غنی
وہ سمجھتے نہیں کچھ خاک اور اکسیر مین فرق

ہے عاشق دلسوز میرا یا شجر عشق
ہوتی نہ اگر قاصد اشک اپنے روانہ
نکلے ہے جو یون داغ بدل خاک سے لالا
تھرانے لگے آتش دوزخ تو عجب کیا
کیا فایدہ انکو نکو اگر چشم مین روکا
بجلی گرے اے جرخ اگر اوسپہ بلا سے

پھیل جاتا ہے پھپولون سے ہوا اسکا ثمر عشق
یارون کو ہو پہونچی ہماری خبر عشق
ہے زیر زمین کیا کوئی تفتہ جگر عشق
دکھلائے شرارت اگر اپنی شرر عشق
ہے زردی رخسار سے ظاہر اثر عشق
لیکن نہ پڑے دلپہ کسو کی نظر عشق

ہے گرچہ دماغ اوسکا فلک پر تو بجا ہے
جو آپ کو سمجھے ہے ظفر خاک در عشق

ردیف قاف جلد چہارم

کھاتا نگاہ سے ہے بت سیمبر کا فرق
سوتا نہ میرے پاس وہ بستر پہ رات کو
کوچے مین اونکے مجکو مکان بھی ملا تو کیا
جاتا گذر ہے دونون سے اونکی نگہ کا تیر
بلبل ہزار میری طرح سے ہو نالہ کش
آئے بھی میرے پاس تو بیٹھے وہ فرق سے

کرتا ہے دل کے فرق کو ظاہر نظر کا فرق
جبتک کہ درمیان نہو بالشت بھر کا فرق
میرے اور اونکے گھر مین ہے دس بیس گھر کا فرق
مطلق نہین سمجھتا وہ دل و جگر کا فرق
میرے اور اوسکے نالے مین ہوگا اثر کا فرق
آیا ہے اونکے دل مین کچھ اب اسقدر کا فرق

خاک کو مسند کمخواب سمجھتے ہین فقیر
اور وہ جا ہین مسند کمخواب نہ خاک

صاف دنیا سے ہین دنیا پہ کوئی روشندل
خاک پہ لگتی نہین چادر مہتاب کو خاک

خاک ہوتا ہون مین آسیر کہ جھٹک دیوے ہین
گر لگے جاکے مری دامن احباب کو خاک

تاب دندان سے ظفر اوسکے گرے گر بجلی
کرے اکدم مین جلا کر در خوش آب کو خاک

لگی ہے اس ترہی وحشی کے پیرہن سے خاک
لگا تو دے اگر جھاڑ پیرہن سے خاک

کہان رہا ہے زر گل خبر تو لے بلبل
اوڑا کے لیگئی باد خزان چمن سے خاک

ہوے نہ ہم ہین فقط راہ عشق مین برباد
ہزار دن ہوگئے یان قیس و کوہکن سے خاک

ڈرے جو سوز محبت سے دل مین پروانہ
تو کیا لگائے وہ لوح شمع انجمن سے خاک

ہر ایک شخص جو زیر فلک مکدر ہے
بھری ہے کیا کہین اس خیمہ کہن سے خاک

بچانہ خاک سے دامن کہ ہان کریگا کیا
لگے گی زیر زمین جیب تر کفن سے خاک

ظفر ہے تو بھی وہ آتش زبان کہ ہو جلکر
دل حسود تری گرمی سخن سے خاک

## ردیف کاف جلد دوم

حال اپنا کرے کیا ترا بیمار بیان خاک
دم لینے کی بھی نہین تاب و توان خاک

نالون سے مری آپ ہو سنگ ولیکن
اوسکو نہوا کچھ اثر آہ و فغان خاک

جون نقش قدم مل گئے یان خاک مین لاکھون
رکھا نہ فلک تونے کسیکا بھی نشان خاک

## ردیف کاف جلد سوم

| | |
|---|---|
| خطا وارونکا خط کیا لیکی جائی نامہ بر ان | کہ ہین رستے مین لاکھون طرحکی خوف و خطر وان تک |
| نظر سے دور ہے نظارہ گاہ یار کیا کیجے | جہانتک پہونچ سکتی ہی پہونچتی ہی نظر وان تک |
| جو دل کو راہ ہے دل سے تو کیا مشکل ہی گر پہنچے | تری دلکی خبر یان تک مرے دل کی خبر وان تک |
| زبان پر نہین لانیکے ہرگز حرف شکوہ کا | ستم کرنا جہانتک ہی تجھے منظور کر وان تک |
| رہیگا رونا ایسا نہ تھہر مجنونکا صحرا مین | پہونچ جائیگا گر مجھ سا کوئی شوریدہ سر وان تک |
| قفس سے چھٹکے مرغ ناتوان کیا جائے گلشن مین | کہ جھڑ پڑتی ہین جاتے سب پر ٹوٹکر وان تک |
| چمن مین نافہ مشک ختن ہو جائے ہر غنچہ | نسیم کاکل مشکین تری پہونچے اگر وان تک |
| بھلا اتنا تو رہ تجکو اگر منظور ہے رونا | بہا کر اشک لیجائین مجھے ای چشم تر وان تک |

ہمیشہ حضرت ناصح یہین باتین بناتے ہین
کبھی تشریف لیجاتے نہین ای ظفر وان تک

| | |
|---|---|
| میری اور مجنونکی کیا تقدیر ہی دونونکی ایک | وہی طوق اور وہی زنجیر ہی دونونکی ایک |
| برق سے نالی کی میرے کچھ شرارت کم نہین | آتش افروزی مین تو تاثیر ہی دونونکی ایک |
| مسجد و بتخانہ سنگ و خشت سے دونون بنے | فرق انمین کچھ نہین تعمیر ہی دونونکی ایک |
| قیس سے سنیے کہانی میری مجھسے قیس کی | داستان ہی ایک اور تقریر ہی دونونکی ایک |
| جو لکھا دشمن نے تجکو وہی لکھا دوست نے | قاصد کیا ایک قلم تحریر ہی دونونکی ایک |
| دونون وہ ناز و ادا دشمن ہین میری جانکے | قتل کرنے مین مرے تدبیر ہی دونونکی ایک |

## ردیف کاف جلد چہارم

[illegible] گل چمن چمن میں ہیں ہزار [illegible] ظفر نے کیا [illegible]

[illegible] دست جنون [illegible] ستارہ [illegible]

| | |
|---|---|
| غصہ بھی کھاتے ہین زخموں دل پیتے ہین نت | ساتھ کھانا اونکی جب وان بیٹھکر کھاتی ہین لوگ |
| کچھ نہ تھا ہی اونکو مزا ایسمین بھی اے شیرین دہن | گالیان جو تلخ تیری آنکر کھاتی ہین لوگ |

کیون نہ اب یہ ہو وہ تجھسے بے یقین وہ بدگمان
چٹکیان جا جا کے میری اے ظفر کھاتے ہین لوگ

## ردیف گاف جلد دوم

| | |
|---|---|
| سوزش عشق کی ہی یون دل جلانے سے لاگ | جسطرح آتش سوزان کی ہو سیماب سے لاگ |
| آنکھ کسطرح لگی میری کہ تجھ بن ہر شب | خواب کو چشم سے ہے چشم کو ہے خواب سے لاگ |
| آبرو رکھنی ہی دریا کو گر اپنی منظور | کھو باندھے میرے دیدہ پر آب سے لاگ |
| کام مسجد سے مجھے کیا مگر اوس ابرو نے | شوق مین اپنے لگا دی مری محراب سے لاگ |
| آپکی زلف کی حلقے سے دل اے بچہ حسن | اس شناور کو ہے اوس حلقہ گرداب سے لاگ |
| دل لگی اور حسین سے نہ مرا تیرے سوا | لگے خبر شمع نہ پروانے کی مہتاب سے لاگ |
| جام کوثر کو بھی وہ منھ نہ لگادے ساقی | جسکے ہو کب سے لگی جام مے ناب سے لاگ |
| آنکھ اوس رخ سے لگی یون ہی جسے لگجائے | اگل خورشید کی خورشید جہانتاب سے لاگ |

کی ہے جس روز سے اعدا نے لگاوٹ اوس سے
اے ظفر باندھی ہے اوس شوخ نے احباب سے لاگ

## ردیف گاف جلد سوم

| | |
|---|---|
| آگے تو ہمسے اسقدر تھا نہ کبھو الگ الگ | اب ہوئی ایسی کیا خطا رہتا ہے تو الگ الگ |

[illegible] ردیف گاف [illegible]

[illegible]

پھرتے ہین مہر و مہ جو سرگردان — ہے تری جستجو خدا کی قسم

کھول دیتے ہین تیر نالہ و آہ — راز پوشیدہ گو خدا کی قسم

پہونچے منزل پہ ہمسفر اور ہم — گئے غفلت مین سو خدا کی قسم

جاؤ غماز کی نہ باتون پر — ہے وہ بیہودہ گو خدا کی قسم

یہ جو تم دیکھتے ہو غفلت مین — خواب ہی غافلو خدا کی قسم

مہر کیا ذرہ کیا کہ ہی سب مین — جلوہ یار ہلو خدا کی قسم

شمع مین ہی وہی تجلی نور — گل مین ہی وہی بو خدا کی قسم

ظفر اوس سے نہ کر زیادہ کلام — کہ وہ ہے تندخو خدا کی قسم

نگلین گر یہ سے اگر تیری خزینون کے کام — کر بن اک روز مین وہ بارہ مہینون کے کام

کام کرتا نہ جفا کا جو فلک ہوتا شریف — یہ کمینہ ہی جو کرتا ہی کمینون کے کام

طمع و حرص و ہوا نے کیا انسان کو خراب — کہ ہی یہ ساری خرابی انھین تینون کے کام

دولت عشق سے ہے سینہ جواہر خانہ — دل کے ٹکڑے مرے کرتے ہین نگینونکا کام

کرتا ہی حسن کی بنیاد سے اب تو جو ستم — کیا ہی تے ہو ہی ای شوخ حسینونکا کام

روشن نقش قدم خاک مین ملتے ہین سدا — تیری کوچے مین ہین یہ خاک نشینون کے کام

اے ظفر ایک بھی کام اوسکا قرینہ سے نہو — بے قرینہ کرے گر لاکھ قرینون کے کام

ہاتھہ سے قاتل کے کچھہ شکوہ نہیں کرتے کبھی
تو برا کہہ یا بھلا ہمسے نہو تیرا گلہ
کرتے کیا کیا شکر کچھہ ہوتا جو نالوں میں اثر
لکھا پیشانی کا پیش آتا ہے ہم شاکی نہیں
ہمتو ہیں صید محبت تیرے ای ناوک فگن

رکھہ کے آپ اپنا گلا شمشیر پر شاکر ہیں ہم
ای ستمگر تیری ہر تقریر پر شاکر ہیں ہم
جبکہ اپنی آہ کی تاثیر پر شاکر ہیں ہم
کاتب تقدیر کی تحریر پر شاکر ہیں ہم
کریں شکوہ کا کیا ہر تیر پر شاکر ہیں ہم

ہے ظفر ہمسا جفاکش کون زیر آسمان
ہر جفای آسمان پیر پر شاکر ہیں ہم

اوس ہیوفا سے اسکو ٹھہرا ہی تو دینگے ہم
دل کیا ہی بلکہ جان سے ایمان و دین تلک
بیتاب دل رہیگا اگر یوں نہیں زہر کھا
نقصوں میں یا کہا نہو نہیں پر کسیطرح
مژگان اشکبار سے یکبارہ دیکھنا
جو تم ہیں زخم سینہ کے ہوں خشک یا نہوں

دل کو قرار و فا کا چکھا ہی تو دینگے ہم
مانگوگے جو تو تجھکو دیا ہی تو دینگے ہم
یکبارگی زمین کو ہلا ہی تو دینگے ہم
احوال اپنا اونکو سنا ہی تو دینگے ہم
ابر سیہ کا زور گھٹا ہی تو دینگے ہم
برنا لہای دل سے ہوا ہی تو دینگے ہم

کچھہ ہو بلا سے عشق کی بازی پہ اسے ظفر
اک روز اپنی جان لگا ہی تو دینگے ہم

جون بوے گل رفیق نسیم چمن ہیں ہم
شیوہ ہی تیرا کوہکنی اپنا جان کنی

ای ہمدمو وطن میں غریب الوطن ہیں ہم
محنت کشوں میں تو ہی گدای کوہکن میں ہم

[illegible]

کھل گئین جلوہ رخسار ترا دیکھنے مین
پردہ مہ کی بھی سر گنبد مینا اٹھین
[illegible]

جنکو ایمان ہم اپنا بخدا گنتے ہین
تری فرقت مین پڑی بستر غم پر ہر شب
تو جدہر قبلہ جان اپنا تصور ہے اودھر
ہم برا کہتے ہین اونکو تو خدا ہی جانے
درد و غم یاس و الم رنج و تعب آہ و فغان
ظلم سہتے ہین بجز شکر نہین کچھ کہتے
آج جو وعدہ دیدار کیا ہے تو نے
ملگئے خاک مین ہم جنکے لیے وہ اب بھی

پوچھو وہ گبر کہ مومن ہمین کیا گنتے ہین
تارے ہم صبح تک اے ماہ لقا گنتے ہین
اس تصور ہی کو ہم قبلہ نما گنتے ہین
وہ برا گنتے ہین ہمکو کہ بھلا گنتے ہین
ہم تو ساتھ اپنے انھین کو رفقا گنتے ہین
ہم جفا ؤنکو تری مہر و وفا گنتے ہین
بیٹھے گھڑیان تری مشتاق لقا گنتے ہین
ہمکو اپنا نہین خاک کف پا گنتے ہین

اے ظفر میری ان اشکون کی بدولت ہر دم
مثل خرمہرہ دُر بیش بہا گنتے ہین

لگے ہین دل پہ بہت زلف یار کے تیمن
شکار بند مین تیری سوار توسن ناز
خدا بچائے اوسے جسکے قتل پر کھولین
فلک نے رعد کے طبلے پر آج اے ساقی
ابھی جو ہاتھ لگاتا ہے ایک وہ قاتل
زہے نصیب کہ کام آئین ان حسینون کے
تقیر جامے کمر بند باندھتے ہین سدا

کیا ہے ٹھیک اسی مار مار کے تیمن
کہان نصیب کہ ہون اس شکار کے تیمن
بتان عربدہ جو جو کٹار کے تیمن
چڑھا دئے رگ ابر بہار کے تیمن
تو پھر لگے نہین رہتے ہزار کے تیمن
بوقت فصد ترے جسم زار کے تیمن
کمر پہ ہمت بیرا استوار کے تیمن

[illegible]

ساقی مری نمود ہے گو ٹھہرنے نہیں پاؤں ۔ اگر جھومتا آئیگا سحاب ایسی تری میں
پروا ہے زخمی کو نہیں آب بقا کی ۔ رکھتی ہے تری تیغ کی آب ایسی تری میں
جیسا کہ دل سوختہ ہے اپنا تری دار ۔ رہتا ہے کہاں جلکے کباب ایسی تری میں
پوچھو نہ یہ تم بوسے لیے کتنے تری سے ۔ رہتا ہے کسی یاد حساب ایسی تری میں
چھٹتا ہے فرا عشق کا ہمسے کہیں ناصح ۔ آتی نہیں ہم خانہ خراب ایسی تری میں

ہوتی ہے نشہ کیونکہ نہ کھل جائے وہ ہمسے
رہتا ہے ظفر گو تری حجاب ایسی تری میں

ڈھ گئے بن بنکے دنیا میں مکاں بہتونکے ہیں ۔ اے فلک تو نے مٹائی یاں نشاں بہتونکے ہیں
حال دیوانونکا اپنے پوچھ خار دشت سے ۔ یعنی افسانے اوسی نوک زباں بہتونکے ہیں
ہر قدم پر تیرے انداز خرام ناز نے ۔ دل کیے پامال اے سرو رواں بہتونکے ہیں
آشنائی کا بھروسا کیا تمھاری ہو نہ مجھے ۔ پھر چکے آپ آشنا اے مہرباں بہتونکے ہیں
اس چمن میں میری برق نالہ جانسوز سے ۔ جل گئے اے ہمصفیر آشیاں بہتونکے ہیں
محفل عشرت میں بھی اوس قاتل سفاک کی ۔ کٹ گئے سر ہنستے ہنستے شمع ساں بہتونکے ہیں

عشق میں اوس ماہ کے ہیں ہمیں اک دلفگار
چاک سینے اے ظفر مثل کتاں بہتونکے ہیں

کفر سے ایمان بلا اس ملک ہستی میں ہمیں ۔ حق پرستی ہاتھ آئی بت پرستی میں ہمیں
کردیا ہے تمام پندار نے ہمکو خراب ۔ ہوش یار آگیا جلد ایسی مستی میں ہمیں

| | |
|---|---|
| مجکو یقین ہی بات مری بھولجائینگے | دہیانگے گرہ اگرچہ وہ سو بار بند مین |

جس شرح غم سے سیکڑون دفتر سیاہ ہون
کیونکر ظفر سماوے وہ دو چار بند مین

| | |
|---|---|
| نہ پوچھو اوس بہ نامہربان کی باتین | زمین کی ہون تو کہے آسمان کی باتین |
| وہ بولتے نہین گویا ہی باعث تسکین | پر اونکو آتی ہین سارے جہان کی باتین |
| جو ایک ہو تو کہون مین تو صبح سے تا شام | ہزار دن سنتا ہون اوس بدگمان کی باتین |
| نہ کیجے شکوہ مرا جا بجا کہ بہتر ہین | اوسی مکان پہ ہون جس مکان کی باتین |
| تری نفرہ تری ابرو مجہی مین یاد آئی | جو کوئی کرتا ہی تیر و کمان کی باتین |
| گیا ہو جسکے کہ بازار عشق مین سودا | اوسی سے پوچھیے سود و زیان کی باتین |
| کہے ہی ضعف سے کچھ اس طرح نہین باتین | سمجھ مین اپنی تری ناتوان کی باتین |
| نہین ہی قتل ہی کرنے پہ امتحان وفا | کہ اور بھی ہین بہت امتحان کی باتین |

وہ گالیان ہی سناتا ہے اے ظفر لیکن
مجھے خوش آتی ہین اوس بد زبان کی باتین

| | |
|---|---|
| اگر کام تیرا وہم کے بھٹکاؤ پر نہین | تیرے لیے اٹک کسی اٹکاؤ پر نہین |
| جھٹکے ہے جب وہ ہاتھ تو کیا ہمارا دل | جھٹکے اوٹھاتا ہاتھ کے جھٹکاؤ پر نہین |
| چوری سے دل کی باندھو الجھاؤ زلف نہین | مشکین بلا سے کھینچ و لٹکاؤ پر نہین |
| دل سے بلائین کیون تری ہاتھوں سے یون | کچھ پیار اونگلیون ہی کی چٹکاؤ پر نہین |

کنارے بیٹھکر اونکو سنا تو مدعا اپنا
مخبر سخن ظفر کہتا ہی کیا غماز سنتے ہیں

گاہ بیگاہ ادھر جو گذر کرتے ہیں
خوب چھڑکاؤ مرے دیدۂ تر کرتے ہیں

پھرتے ہیں خاک اڑاتے ہوے مانند صبا
عمر ہم خاک بسر خاک بسر کرتے ہیں

کیون نہ قربان ہون کیا ناز تری تیغ نگہ
واہ کیا چھٹتے ہی دل مین مرے گھر کرتے ہین

دیکھا ہی غنچہ نے اس باغ مین خندان اگلی
ہنستے ہی گلشن ہستی سے سفر کرتے ہین

دل پہ جو گذرے ہی ہو جاتی ہی مجکو معلوم
قاصد اشک مرے آکے خبر کرتے ہین

دیکھ تو ہجر کی سب ہنستے ہین کیون سوختہ جان
شمع کیطرح سے رو رو کے سحر کرتے ہین

اے ظفر ہمکو ادھر وہی نظر آتا ہی
ہم نظر اُسکے تصور مین جدھر کرتے ہین

تا صافیون سے دل کے باصاف نیتون مین
چھنتی ہی ہمسے اونسے کیا برخلافیون مین

کوچہ مین زلف کی تو رہنے دے میرے دل کو
اے شانہ مدتون سے کیا برخلافیون مین

آتا ہی پیش دیکھین کسطرح وہ ستمگر
ظلم و ستم کی اپنے کیا برخلافیون مین

وہ خوش غلاف تیغ ہی قتل کو ہمارے
جویان رہی تمہاری آنکھین غلافیون مین

مژگان کی تیری خنجر آتے ہین کام اپنے
یا سینہ چاکیون مین یا دل شگافیون مین

وعدہ خلاف اب تو وعدہ کہین وفا کر
اک عمر یونہین گذری عذر خلافیون مین

کیا کیا سخنورون کے پھر تنگ قافیے ہون
لکھین ظفر غزل ہم گر ایسے قافیون مین

کہان ہین اونمین وہ جو پہلے تھین باتین محبت کی
ظفر باتی نہایت فرق ہین ہم جب ہین اب اور ہین

ہین اب کہان ہمارے وہ سیر چمن کے دن
تشبیہ دون اگر رخ روشن سی تیری مین
کہتی ہی دل سی اوس گل رخسار کی بہار
خورشید روی یار سے کرتا ہی سرکشی
گھٹ جا رات رشک درازی سی زلف کی
جب عشرت و نشاط کا موسم گذر گیا

گرتے بسر ہین ہجر مین اوس گلبدن کے دن
پھر جائین آفتاب سپہر کہن کے دن
کیا دیکھتا ہی ہی ابھی دیوانہ پن کے دن
کیا لگ گئی ہین شعلہ کو شمع لگن کے دن
بڑھجای نور حسن سے اوس سیمتن کے دن
تو کیا گذر نہ جائینگے رنج و محن کے دن

پرچھی جو ہوگے تم سے کہین کچھہ وہ اے ظفر
بولو نہ تم کہ اونکے ہین یہ بانکپن کے دن

## غزل دیگر

ہمدم جانی بجز غم دوسرا کوئی نہین
اور دلسوز آہ سوزان کے سوا کوئی نہین

نالہ و آہ رسا اپنے ہین پھر کس کام کے
جب پہونچا تا بگوش دلربا کوئی نہین

اور بھی یون تو حسین ہین لاکھون زیر فلک
پر مری نظرون مین تجھسا مہ لقا کوئی نہین

انکی نگاہ یار تو وہ آفت جان ہی غضب
پھیر سکتا تجکو ہی تیر قضا کوئی نہین

رہنے والونکا عدم کی حال کس سی پوچھئی
اسطرف کو آ جتلک انسی پھرا کوئی نہین

آشنا ہین جتنے ہین اپنی غرض کے آشنا
خوب دیکھا ہمنے اپنا آشنا کوئی نہین

ابوبکر و عمر عثمان و حیدر کا ہی کیا کہنا
ظفر سر خاک پا ان چار یار مصطفی کی ہین

دشمن بغل کا ہی مری پہلو میں دل نہین

کیا خدا سے وہ بلا دیگا بتِ خانہ خراب
سر کو ٹکرائے جو وہ سکے در و دیوار سے ہو

اے ظفر اوس سے بھلا کیا ہو لگانا دلکا
جو کہ واقف نہ کبھی عشق کے آثار سے ہو

گر قتل کا ہے عزم تو شمشیر دکھا دو
تا حشر ہمکو خواہش نظارۂ سنبل
پتھرا گئیں آنکھیں ایسی حسرت ہے عزیز و
یاں تک کششِ دل ہمیں لائی ہے پہ کھینچ
اپنی ہی یہ آہ کہ پہونچی ہے فلک تک
تم تیغ بکف پھرتی ہو کیوں کس لیے کیا ہے

یا آ کے تم اپنی مجھے تصویر دکھا دو
تم ہمکو اگر زلفِ گرہ گیر دکھا دو
تک مجکو دریار کی زنجیر دکھا دو
ہے مجھ سا کوئی صاحبِ تاثیر دکھا دو
ورنہ کوئی ایسا تو ہمیں تیر دکھا دو
ہے آج قضا کسکی گلوگیر دکھا دو

تبدیلِ قوافی سے ظفر دیکھیں تو اسدم
اک اور غزل کر ہمیں تحریر دکھا دو

شعلہ جو سوزِ دل سے گلوگیر آہ ہو
سیلِ سرشکِ چشم وہ ہمراہ ہو اگر
دکھلاؤں میں جو سوزشِ دلکو تو ہے یہی
کالکِ جلی تو شمع جگر سوز سے بنا

پیکاں نمط عیاں وہ سرِ تیر آہ ہو
جوں سرو آب جو بیاں تو قیرِ آہ ہو
حیران دیکھ عالم تنویرِ آہ ہو
مانی جو کھینچی مری تصویرِ آہ ہو

نالاں ہیں ایک عمر سے ہم اسلیے ظفر
کب او سکے دل میں دیکھیے تاثیرِ آہ ہو

## ردیف واو جلد دوم

بھری دماغ میں کس نفت شکن کی بو
لگا یا ہمنے جو اوس غیرت چمن کو گلے

چمن سے تو رہا اسقدر قفس میں آ
عرق فشان کہیں گلشن میں تو شاید ہوا

ہوا ہے صورت دیوانہ گل گریبان چاک
اثر ہے عشق کے دامان کوہ میں ہر گل

کہ خوش نہ آئی ہمیں نافۂ ختن کی بو
بدن میں بس گئی نسرین و نسترن کی بو

کہ بہہ نچلی اڑکے نہ غنچہ تلک گل چمن کی بو
ہر ایک گل سے جو آئی ترے بدن کی بو

چمن میں لائی صبا کسکے پیرہن کی بو
عجب نہیں جو رکھے خون کوہکن کی بو

چمن میں غنچہ جو اوس گل کے سامنے ہے خموش
چھپا رہا ہے ظفر اپنے وہ دہن کی بو

جو دل میں ہو سو کہو تم نہ گفتگو سے ہٹو
میں آپ پھیرتا ہوں اپنے حلق پر خنجر

وہ شل کوہ گرانبار ہو تم حضرت عشق
شہید ناز کے ہر زخم سے ہے خون جاری

مراد عشق میں عاشق کی نامرادی ہے
جو پیش آئے وہ منتو کرم ہے ساقی کا

رہو پرے آنکھوں کے آگے نہ برو ہٹو
چھری اٹھاؤ تم اپنی مرے گلو سے ہٹو

کہ نہ کسی سے ملو اور نہ کسی سے ہٹو
تمہارا تر نہ ہو دامن کہیں لہو سے ہٹو

اٹھاؤ حضرت دل ہاتھ آرزو سے ہٹو
نہ پھیرو جام سے منہ اور نہ تم سبو سے ہٹو

[illegible]

خدا کیواسطے اے ہمدمو نہ بولو تم
تمہارے عشق نے رسوا کیا جہان میں ہمین
سنو تم اپنی جو تیغ نگاہ کے اوصاف

پیام لایا ہے کیا نامہ بر وہان سے سنو
ہمارا ذکر نہ تم کیونکر اک جہان سے سنو
تو میرے زخم جگر کے لب و دہان سے سنو

ظفر وہ بوسہ تو کیا دیگا پر کوئی دشنام
جو تمکو سننا ہو اوس شوخ دلستان سے سنو

کہتا ہے کون تمسے کہ خنجر بہ کف نہ ہو
خاطر نشان نہ دل کی ہو وہ فگن کبھی
آتی ہے سینہ کوبی عاشق کی تو صدا
جب تک کہ خوب عشق مین عاشق خراب ہو
بہتر ہین دیکھ اس سے مری چشم تر مین اشک

برحق ہین جان نثار محبت تلف نہو
جبتک کہ تیرے تیر نگہ کا ہدف نہ ہو
محفل مین اوسکی گر نہین آواز دف نہو
جا ہے وہ یہ کہ ہو مجھے عز و شرف نہ ہو
نازان در خوش آب پہ تو اے صدف نہو

اللہ ہے ہمارا طرفدار اے ظفر
گو وہ اگر نہین ہے ہماری طرف نہو

اگر ہو دل مین محبت کا داغ اچھا ہو
کبھی نہ سیر ہو جی می کشون کا اشتیاق
ہجوم داغ سے ہے سوز دل کو یہ منظور
عدو کو مجھسے ہو کسطرح نطق مین ترجیح
دل اوسکی زلف کی کوچے مین گم ہوا میرا

خدا کا گھر جو نہو بے چراغ اچھا ہو
کہ جب تلک نہ لبالب ایاغ اچھا ہو
کہ ایک سینے مین تیار باغ اچھا ہو
مگر یہ جب ہو کہ طوطی سے زاغ اچھا ہو
بتا دے شانہ اگر کچھ سراغ اچھا ہو

[illegible]

رو سیاہی کو جو دھوئے نامۂ اعمال سے
اے ظفر اپنی وفور اشک چشم تر سے دھو

میکشو تم نوش کوئی ساغر مل تو کرو
ذکر کیا اے حضرت دل ہو جو اس گل کو اثر
دیکھو پھر کیا کیا پریشاں ہوتا ہے سنبل کا حال
کرتے شمشیر نگہ سے گر نہیں کشتہ مجھے
گل کا سوز دل سے بلبل کے جو روشن ہے چراغ
کہتا ہے مجنوں ترا لڑکوں سے کوچے کے ترے

کرتے ہو بدمستی ابھی کیا ہو تامل تو کرو
کرتے ہو نالے اگر تم مثل بلبل تو کرو
اک ذرا گلشن میں ذرا تم زلف کا کل تو کرو
تو بلا سے زخمی تیغ تغافل تو کرو
کہدو جو کوئی ہے صبا کے تم بھلا گل تو کرو
مارتے پتھر نہیں ہو تم اگر غل تو کرو

لکھتے ہو تعریف اوسکی زلف پیچان کی اگر
اے ظفر اپنا قلم تم شاخ سنبل تو کرو

قتل عالم کو کرو تم اور قضا کا نام لو
تم مجھے کھانے کو دو اور خون دل پینے کو دو
یہ خطا شانے سے ہے ہم کرتے زلف کو
جو تمہارے جی میں آئے ناصحو فرماؤ تم
خون عاشق سے کرو رنگین جو ہاتھ اے گلرخو
حضرت دل اب کی گر جیتے چھوٹو اس زلف سے

اے بتو ہمت نہ لو دیکھو خدا کا نام لو
اے طبیبو نے غذا کا تے دوا کا نام لو
اور خطا واروں بیچ میں تم اس بے خطا کا نام لو
پر نہ میرے سامنے ترک وفا کا نام لو
پھر کبھی ہرگز نہ تم رنگ حنا کا نام لو
پھر نہ جیتے جی تم اس کالی بلا کا نام لو

اے ظفر چشم ونگہ یا غمزہ و ناز و ادا
کون دل کو لیگیا اوس دل ربا کا نام لو

کیا ہی ہمنی یہ وحشت مین دشت کو پامال
ہزار غنچہ کھلائے کیا شگفتہ نہ دل
ہے شمع یہ ستم روز لیک شکر خدا
برنگ شمع جلے سر سے پانون تک لیکن
دل اوسکو ہمنے دیا ہو نہ دی ہمین تکلیف

کہ خار خار کو ہی اب ہر قدم سی گلہ
چمن مین ہمکو ہی یہ باد صبح دم سی گلہ
کیا نہ ہمنے کبھی اسکا اوس صنم سی گلہ
زبان پہ لائے نہ ہم اپنی سوز غم سی گلہ
جو ہمکو دل سی گلہ ہی تو دل کو ہم سی گلہ

ظفر نوشتہ تقدیر پر جو راضی ہین
نہ اونکو لوح سی شکوہ نہ ہی قلم سے گلہ

ہی حنا کا رنگ بھی دست بت پرفن پہ بوجھ
بار دنیا سا ہی منعم کے بعد از مرگ بھی
وہ گرانبار الم ہون مین کہ میری خاک بھی
دست وحشت سی رہا باقی جو تار پیرہن
بارکش دنیا کی ہونا اہل فن اہل تمیز
اوسنی کیا سر پہ رکھا ہر جی دھڑکتا ہی

گر کے میرا خون نہ ہے وہ نازنین گردن پہ بوجھ
باعث تعویذ سنگین ہی سدا مدفن پہ بوجھ
گرچہ دامن پر پڑ ہی معلوم ہو دامن پہ بوجھ
ناتوانی سی تری مجنون کی ہے وہ تن پہ بوجھ
لادتی ہین کب گدھون کیطرح سے سوسن پہ بوجھ
نازکی سی ہو نہ پھر اوس غیرت گلشن پہ بوجھ

لاکھ سرکش ہو دبا ہی وہ رہیگا اے ظفر
بار احسان سے اگر رکھے سر دشمن پہ بوجھ

کہان نگہ پہ ہو سیہ کا رنگ پیوستہ
اگرچہ صورت سوہان ہے ترا ای قمری

یہ تیغ وہ نہین جسمین ہو زنگ پیوستہ
گلے مین ہے ترے پر طوق تنگ پیوستہ

جی لگے کیونکر کہیں اپنا محبت نے تری
اک خدائی سے کیا دل اے صنم برداشتہ

جان سے اپنی اوٹھائے یہ ستم کش کیون نہ ہاتھ
اے ستمگر تو جو ہو تیغ ستم برداشتہ

ہوگیا مضمون گریہ کی مری تاثیر سے
یکقلم کاغذ مرے نامہ کا نم برداشتہ

کسکو برداشت اتنی کسکا عشق میں یہ حوصلہ
ہو ظفر کیطرح جو رنج و الم برداشتہ

تو نے کیا جانے نکالا ہے کدھر کا رستہ
تیرے گھر سے تو ہے سیدھا مرے گھر کا رستہ

رکھ قدم راہ محبت مین سنبھلکر اپنا
دیکھ اے دل کہ یہ ہے خوف و خطر کا رستہ

وہ نہ آیا جو شب عدہ تو ہم صبح تلک
تکتے دیکھا کیے اوس رشک قمر کا رستہ

نہ کرا ہے پردہ نشین روزن دیوار کو بند
دیکھ رہنے دے کھلا تو یہ نظر کا رستہ

نامۂ شوق کی تاثیر سے قاصد میرے
طے گھڑی بھر مین کیا آٹھ پہر کا رستہ

چارۂ زخم کو سینے کے لگا مت ناصح
بند ہو جائیگا فریاد جگر کا رستہ

پاسبان ہونگے تری کوچے مین لاکھون لیکن
روک سکنے کا نہین کوئی ظفر کا رستہ

خجل ہے دیکھ کے ابرو ہلال کیسا کچھ
اسی سے جانو کہ ہوگا جمال کیسا کچھ

فلک پہ ہمنے ستارے تو کر لیے معلوم
کھلا نہ یہ کہ ہے اوس رخ کا خال کیسا کچھ

جو دوست تھے وہ ہین دشمن عجب تماشا ہے
ہوا ہے دیکھو زمانے کا حال کیسا کچھ

مرے زوال سے جانو کمال کو میرے
زوال یہ ہے تو ہوگا کمال کیسا کچھ

| | |
|---|---|
| اب نقاہت کا اور ہی نقشہ | اپنی طاقت کا اور ہے نقشہ |
| میری صحبت خوش آئی کیونکہ اونھین | اونکی صحبت کا اور ہے نقشہ |
| دل تو کیا جان تک بھی دین تجکو | اپنی ہمت کا اور ہے نقشہ |
| جای تیر دے سے تب غم کیا | اس حرارت کا اور ہے نقشہ |
| ہے قیامت سے اوسکو کیا نسبت | تیرے قامت کا اور ہے نقشہ |
| سیدھے باتون پہ ٹیڑھی ہو جانا | اوسکی خصلت کا اور ہے نقشہ |
| تیری ان مہر و مہربون پر بھی | سوز الفت کا اور ہے نقشہ |
| جانے کیا بو الہوس حقیقت عشق | اس حقیقت کا اور ہے نقشہ |
| کیونکہ جانبر ہو دردمند ترا | درد فرقت کا اور ہے نقشہ |
| تھا تو مجنون کو بھی جنون لیکن | میری وحشت کا اور ہے نقشہ |
| نقش جب لکھتے ہین عبث احباب | کہ محبت کا اور ہے نقشہ |
| جب سے دیکھا ہی تجکو آئینہ رو | اپنی حیرت کا اور ہے نقشہ |
| کھینچے صورت نہ اوسکی صورتگر | اوسکی صورت کا اور ہے نقشہ |
| کرے جراح چارہ کس کس کا | ہر جراحت کا اور ہے نقشہ |

اے ظفر ہے جہان مین خلق کہان
اب تو خلقت کا اور ہے نقشہ

| | |
|---|---|
| کھنچا عجب ہے ترے روی جبین کا ہی نقشہ | وہ مہر کا ہی یہ ماہ مبین کا ہی نقشہ |

ردیف ہای ہوز جلد سوم

کبھی تو رقعہ طلب مین مرے خراب کیلیے
کوئی ملاپ کا رستہ صنم نکال کی لکھ

لکھے ہی کون کہ خط اوسکو تو نہ لکھہ ای دل
پیرا پنا صدسی نہ باہر قدم نکال کی لکھ

طبیب میری یہ بھی کتاب مین سی لکھ
کوئی تو نسخہ آزار غم نکال کی لکھ

پڑھے وہ دلبر تو خط ظفر خوشی سے خط
کچھ ایسی تو نئی طرز رقم نکال کی لکھ

اوسکے کوچے مین لیا ہے سن اوٹھکانے کی جگہ
کہ جہان ہمکو ملے آنکھہ ملانے کی جگہ

آئینے کو تم اگر منھہ نہ چڑھاؤ اپنے
تو نہو اوسکو کہیں منھ کو دکھانیکی جگہہ

نقش بر آب ہی ہستی کی نہین کچھہ بنیاد
ای حباب اسپہ کہان گھر کے بنانیکی جگہہ

دل پہ گر زخم نہو کوئی تو کیا ہو معلوم
کہ یہ ہی ناوک جانان کے نشانی کی جگہ

کیا کرین جائین اگر آپ نہ ہم یار کی پاس
گھر مین جب اپنے نہو اوسکے بلانے کی جگہ

بجھنے ای شمع ہو ہنسکے گھٹانے مین فروغ
جائے شادی ہی نہین اشک بہانے کی جگہ

قطرۂ خون جگر یہ ہی مرے آب خورش
دہی پانی کی جگہ ہی وہی دانے کی جگہ

ای کمانداز نہ تھا تیر نگہ کو دل مین
کہ نہین اور کوئی اوسکے ٹھکانے کی جگہ

ہے یہ انبوہ غم و رنج ہجوم غیرت
نہین سینہ مین ظفر دم کے سمانے کی جگہ

ردیف ہای ہوز جلد چہارم

سینے پہ دھر دیکھہ ذرا ایک بار ہاتھہ
یہ حال ہی کہ اچھلے ہی دل چار چار ہاتھہ

ہوجائے دسترس جو تری زلف تک مجھے
مین جانون آگیا مری مارسیاہ ہاتھہ

[illegible]

ہمارے دل کا ہے سنگ فراق سے سینہ [illegible]

اس کو کیا بتا کہ نہ سمجھو [illegible]

اور پیدا کیا اور نہ کیا [illegible]

اساجس فالک [illegible]

ابھی تھا آرام کو اس باغ جہان میں سایہ

خوب [illegible] سے تا کی کا تاکا سایہ

دل دیا ہے [illegible] اوس ہم لقا کو اپنا

کیونکہ اچھا نہیں ہم ودفا کا سایہ

کشتۂ دست حنائی ہوں مری تربت

کیا عجب ہے کہ ہو نخل حنا کا سایہ

اپنی قسمت سے ہیں ہم اے ظفر اقبال

نہیں درکار ہمیں بال ہما کا سایہ

کردی وہ [illegible] سب سے [illegible]

جان کا تن [illegible]

دیکھکر نقشہ ترا کہتے ہیں نقاش ظفر

یہ کھینچے کس سے بجز خامۂ قدرت نقشہ

نہ کہو ہر ایک سے تو وہ کلام بیہودہ
کہ جس سے ہو ترا مشہور نام بیہودہ

نصیب ہوگا نہ ہرگز وہ بوسۂ رخ و زلف
یہ ہے خیال ہمیں صبح و شام بیہودہ

تری شہید محبت کی نعش پر قاتل
ہوا ہے خلق کا کیون ازدحام بیہودہ

جو اشک خون نہو بیفائدہ ہے دیدۂ ودل
بغیر بادہ ہے مینا و جام بیہودہ

ترے خرام کے آگے غرور فتنۂ حشر
ہے ایک لاف سے ای خوشخرام بیہودہ

جو دل میں آئے سو فرماؤ مجکو حضرت عشق
کریگا عرض نہ کچھ یہ غلام بیہودہ

نہیں دہن میں مرے غنچہ لب کے بجز سخن
کلام کرتا ہے یان لاکلام بیہودہ

نہ کچھ ہے گریہ سے حاصل نہ آہ و نالہ سے
ہمارے عشق میں ہیں دونون کام بیہودہ

جو ذکر کیجیے کچھ اے ظفر تو ذکر خدا
بغیر اسکے ہیں باتیں تمام بیہودہ

نشے میں کس نے اتار اٹھا طاق سے شیشہ
گرے گرے کے ہاتھ سے ٹوٹا تراق سے شیشہ

ہمیں تو جام ہی بھر کا اتار رہا ساقی
ہوا نصیب کبھی اتفاق سے شیشہ

بہت دنون میں ہوتی ہے بزم وصل نصیب
ملے ہے جام سے کیا اشتیاق سے شیشہ

نہ کر فلک سے طلب شربت محبت کی
بھرا ہوا ہے یہ زہر نفاق سے شیشہ

اگر اشارہ ہو کچھ چشم مست ساقی کا
تو آئے بزم میں اک طمطراق سے شیشہ

[illegible]

| | |
|---|---|
| ہو تو اس شربت دیدار میسر جسکو | درد مین ہو نہ وہ محتاج دوا کا بندہ |
| سرخرو حشر کو ہوگا وہی سب بندون مین | جو شہید اوسکی ہوا تیغ جفا کا بندہ |
| تیرے ہر جور پہ صابر ہون جفا پر راضی | دیکھ تو مین بھی ہون کیا صبر رضا کا بندہ |
| تو جو ہی بندۂ حق بیٹھ خدا کے در پر | در بدر نکلے نہ پھر حرص و ہوا کا بندہ |
| خواہ ہو گبر کوئی خواہ مسلمان لیکن | ہان نہین کون تری ناز و ادا کا بندہ |

ای ظفر جب سے مین اوس بت کا بنا ہون بندہ
دیکھتا ہے مجھے ہر ایک خدا کا بندہ

| | |
|---|---|
| نہین کہین ہے تری چشم فتنہ زا کی پناہ | یہ وہ بلا ہے کہ بس ای صنم خدا کی پناہ |
| سوای رنج و غم و یاس چاہ مین اوسکی | دلا نہ ڈھونڈھ کسی یار و آشنا کی پناہ |
| پناہ مانگتا ہے جسکو دیکھکر ہر شخص | غضب ہے تیغ ادا شوخ کج ادا کی پناہ |
| جفا سے تیرے نہین ڈرتی باوفائی ظالم | کہ اونکے واسطے ہے عشق مین وفا کی پناہ |
| پھری ہے موج ہوا ساقیا لیے شمشیر | نہین بجز سر جام اس ہوا کی پناہ |
| نیچے نگاہ سے دل تیر کس طرح ظالم | کہ ہے جہان مین کمان ناوک قضا کی پناہ |

اگر قبول ہو درگاہ ایزدی مین ظفر
تو دو جہان مین کافی ہے اک دعا کی پناہ

## ردیف یای تحتانی جلد اول

| | |
|---|---|
| پر اشک تر و یان ہے آہ دل سوزان ہے | یہ سرو چراغان ہے وہ شمع شبستان ہے |

یک لحظہ یاد تیری ہمین بھولتی نہیں ہے
لیکے ہچکیاں دل رہتا ہے شکل مینا
جسکی نظر مین گردش جام شراب کی ہے
مت چھیڑ کر سنا تو قانون ہے مین مجکو

جلد آ کہ مجکو تجھ بن ہے پیچ و تاب ساقی
وہ جام بھر کے انکو جام شراب ساقی
دوران کے سہل جانے انقلاب ساقی
لگتا ہے تار ہر بن تار رباب ساقی

مے کے نشے مین لکھوا دو اک غزل ظفر اب
ہر شعر جسکا سمجھے با آب و تاب ساقی

کیون ہی کشتی ہے ہر دم کہیے حجاب ساقی
ہے اپنا اندنون مین عہد شباب ساقی

وہ جام گل مین بھر کے صہبائے ناب ساقی
آنکھون مین محو کر دین ہم آفتاب ساقی

اس ابر مین خوش آوے کیونکر نہ سیر دریا
کیفیتون سے بڑہ ہے جام حباب ساقی

تحت دل برشتہ مژگان پہ یہ نہین ہے
لایا ہون تیری خاطر جام شراب ساقی

ابرو کا تیرے جلوہ دیکھا ہے شاید اوسنے
جو ماہ نو ہے شب کو بادہ رکاب ساقی

سنبل ہے کیا پریشان ہے دیکھ زلف تیری
موج نسیم کو بھی ہے پیچ و تاب ساقی

ساغر کشی ہماری مت پوچھ تو کہ تجھ بن
پیتے ہین خون دل ہم بجائے شراب ساقی

جو زلف و رخ کو تیرے دیکھے ہے یہ کہے ہے
کیا جلوہ گر ہیں باہم برق و سحاب ساقی

اس ابر اس ہوا مین دل کو گھٹا نہ میرے
پیک صبا نہ کہتا اب آشتاب ساقی

تجھ بن ٹپک رہا ہے بھر بھر کے گوشہ شیشہ
ساغر ہی ہے نہ تنہا چشم پر آب ساقی

ساغر کشی ظفر مین اوس رند نے کیا
شیشے پڑے ہین خالی ہے مست خواب ساقی

روز وفات کا تو خطر کچھ نہین مجھے
ای ہمنشین ہی پر شب ہجران کا ڈر مجھے

دریا کا پاٹ تختۂ دامن تو بنگیا
اور اس سے کیا دکھائیگی ای چشم تر مجھے

چاک قفس سے دیکھ رہا ہون رخ چمن
صیاد ہی نہین ہوس بال و پر مجھے

جلوہ اوسی کا دیر و حرم مین ہی ای ظفر
آتا نہین ہے اوسکے سوا کچھ نظر مجھے

جب ہی وہ چھٹا ہاتھ سے دامان ہمارا
ہے تب ہی جنون دست و گریبان ہمارا

بالین پہ دم نزع بھی آیا نہ ستمگر
سب رکھی رہی دل ہی مین ارمان ہمارے

ہم بسکہ ہین کشتہ تری اس تیغ نگہ کے
خوبان جہان جاتے ہین قربان ہمارے

کہتے ہین کہ تیغ کو دھر آسان پہ اوسنے
یہ سنتے ہی بس اڑ گئی اوسان ہمارے

لخت جگر و اشک ہین حاضر تری آگے
یہ لعل ہین وہ گوہر غلطان ہمارے

جمعیت دل تیری سبب سے ہین وہ برہم
کیون ضد ہین تری زلف پریشان ہمارے

آیا ہے ظفر پہنکے پوشاک وہ گلگون
قاتل نے کیے قتل کے سامان ہمارے

چاندنی کی سیر خوبان تا سحر دیکھا کیے
اور ہم اونکا رخ رشک قمر دیکھا کیے

کیا کہون کیونکر تجھے رشک قمر دیکھا کیے
وہ نظر آئے نہ جنکو بھر نظر دیکھا کیے

شب تجھے کیا ہم ہی ای رشک قمر دیکھا کیے
ماہ و پروین بھی ترا رخ تا سحر دیکھا کیے

کچھ ہوئی تسکین تجھ بن اس دل حزین کو
گو تری تصویر ہم آٹھون پہر دیکھا کیے

جگر اور دل کی کیا پوچھے ہے بس یہ تو گر جانے دے
کہوں کیا خاک اے غافل شکایت اس مین دو کی ہے

الم اور غم سے جو گذرے جگر پر منہہ نہ کھلواؤ
نہ پوچھو آہ کیا حاصل شکایت اس مین دو کی ہے

کہوں کیا شمع اور گلگیر کا مذکور مین تجھ سے
سراپا شاہد محفل شکایت اسمین دو کی ہے

حقیقت ابرو مژگان کی اپنے پوچھ مت ہر دم
نہین لکھنے کے یہ قابل شکایت اس مین دو کی ہے

کیا جو تیغ و خنجر نے ترے سو دل ہی جانے ہے
زبان سے کیا کہون قاتل شکایت اسمین دو کی ہے

دکھایا اور سنوایا جو کچھ ہے دیدۂ و دل نے
ظفر کس سے کہون شامل شکایت اسمین دو کی ہے

ہو رہا ہے نشۂ جام مے گلگون تجھے
پوچھتا ہے کون شہر عشق مین مجنون تجھے
خاک مین ملجائیگا اے مہر گلشن تو ابھی
ایک عالم تھا ترا مائل وہ ای سادہ رو
اشک سے کہیو نکر نہ اپنے ہو پڑ جائین گی

شیشۂ دل ہے بہت نازک وہ کیونکر دون تجھے
اک دیا تقدیر نے ہے گوشۂ ہامون تجھے
گرد کھاوے تو ذرا وہ قامت موزون تجھے
آئینہ نے کر رکھا ہے اپنا اب مفتون تجھے
حق تعالی نے دیا ہے وہ لب میگون تجھے

[illegible]

کرتی ہے تازہ فتنہ بپا گردش فلک
لاتی ہے ہمیشہ روز یہ چکر نئے نئے

اک دل ہے اوسکو دیجیے کس کسکو اے ظفر
آتے نظر ہین سیکڑون دلبر نئے نئے

مہا سہ کب خط رخسارۂ دلبر کے نیچے ہے
تصور اوسکی مژگان کا مجھے سونے نہین دیتا
کرتا ہے
طلب ہے آب خضر آب تیغ قاتل سے
بنایا خال عارض کے تلے تل اوسنے کاجل کا
ہوا سے جیسے شاخ گل ہے دل جس طرح سینے مین
مری آواز زیر بام سنتا ہے تو پھر وہ بہی
فلق سے دمبدم گردن ترے صید محبت کی
خیال بالش پری پر یہ رو نیند اڑتی ہے

لیے بیٹھے کو طوطی اپنے بال و پر کے نیچے ہے
بچھا دیتا کوئی نشتر مری بستر کے نیچے ہے
غرض جو سبز بخت اس گنبد اخضر کے نیچے ہے
ہوا پیدا اک اختر اور اس اختر کے نیچے ہے
لگے ساقی کو رعشہ دمبدم ساغر کے نیچے ہے
اتر جاتا ہے کوٹھے سے بہانہ کرکے نیچے ہے
کبھی شمشیر کے اوپر کبھی خنجر کے نیچے ہے
تری جو آستان کا سنگ ہے سر کے نیچے ہے

ظفر شیرین سنگین دل سے کیا چالاک دستی ہے
کہ دست کوہکن تو دب گیا پتھر کے نیچے ہے

کسکے ابرو کی مری تصویر آنکھوں مین بھری
اوس پری رخسار کی دیکھی جو اپنے منہ زلف
خواب مین دیکھا کیا مین قصر جنت رات بھر
جب آیا وہ شکار افگن کہ تکتے تکتے ام

میل سرمہ کی جگہ شمشیر آنکھوں مین بھری
وحشیون کی صورت زنجیر آنکھوں مین بھری
اوسکے گھر کی جو مری تعمیر آنکھوں مین بھری
پتلی آنکھوں کی تری نخچیر آنکھوں مین بھری

[illegible]

| | |
|---|---|
| اترنے ہین گلے مین گھونٹ آب زندگانی کی | پھری جب حلق قاتل پر دم تکبیر بھرتی ہی |

ظفر منزل مقصود پر تقدیر نے پہونچی
کدھر بھٹکی ہوئی سی عقل بے تدبیر پھرتی ہی

| | |
|---|---|
| جسوقت اوسکی زلف گرہگیر کھل پڑی | سودائیون کے پانو کی زنجیر کھل پڑی |
| اوس خاک در کا مہر جو اشکون مین گیا | گویا گرہ ہی چشم کی اکسیر کھل پڑی |
| کب دیکھی تیری جنبش ابر کہ خود بخود | رستم کی بھی کمر سے نہ شمشیر کھل پڑی |
| پھر موسم بہار مین برپا ہوا جو غل | کیا دیکھتے ہی پانو سے زنجیر کھل پڑی |
| گیا گیا پڑی جبین یہ گرہ شہسوار کی | فتراک سے جو گردن نخچیر کھل پڑی |
| یہ کہکشان کہان ہی نشہ مین غرور کے | پگڑی بگر تیری فلک پیر کھل پڑی |
| اوس غنچہ لب کے ہنسنے سے دلمین مری گرہ | تھی گرچہ مثل غنچہ تصویر کھل پڑی |

جاتا ظفر ہنسی کہ اپنے کھلے نصیب
بن کھوسے اوسکے در کی جو زنجیر کھل پڑی

| | |
|---|---|
| کسی عاشق کا تر اشکون سے یہ خواب دیدہ ہے | گل نرگس جو شبنم سے چمن مین آب دیدہ ہے |
| بجاے بادہ بھر کر خون دل پتلیان آنکھون مین | کہ دل شیشہ ہے اور جام شراب نا رسیدہ ہے |
| مری اشکون کا دریا کر رہا اتنی ہی طغیانی | نظر آتا ہر نگ حلقہ گرداب دیدہ ہے |
| نہ آیا ماہ وش اور انتظار اوسکا کیا یان تک | سفید اپنا ہوا یان صورت مہتاب دیدہ ہے |
| دل بیتاب سے میرے جو ہمسر ہوا اڑتا ہے | ہوائی ہو گیا کیون تیرا سیماب دیدہ ہے |

ہمکو کیا کام ہی ہم کون شکایت والے
کچھ کہین یا نہ کہین آپکی صحبت والے

پھرتے کب عہد وفا سے ہین محبت والے
سر پھرا یا کرین بکبک کے نصیحت والے

چھوڑتے دختر رز کو ہین کوئی متوالے
حذر اس فاحشہ سی کرتے ہین حرمت والے

اک نگہ پر دل و جان دونون تجھے دیتے ہین
تیری عاشق ہین یہ دل والے محبت والے

قیمت جنس دل اپنی کہون ہین کیا سستی
پوچھو کیا دیتے ہین بازار محبت والے

نہین آنسو ہوے رحمت کے فرشتے نازل
پاک بالکل ہین گناہون سے ندامت والے

شمع و پردہ اوٹھا منھہ سے تو نہ بزم مین دیکھہ
مثل پروانہ نہ جلے جاتے ہین غیرت والے

عاشقونکو نہین کچھہ کا فردو تیداری سی کام
اونسے ملتے ہین جو ہین عشق کے ملت والے

نہ شمشیر ستم رکھہ ہی دیا سر اپنا
ہم بھی ہین عاشقو نہین کیا تیری جراءت والے

ہمنے اس بت مین جو دیکھا ہی نہین کہہ سکتے
کہ ہبا دا کہین حسن یا ئین شریعت والے

وسعت ملک سلیمانکو سمجھتے کیا ہین
سامنے کنج قناعت کی قناعت والے

اس ستم پر تو ظفر دیتے ہو تم دم اونپر
کیا ستم ہو جو وہ ہون مہر و مروت والے

دیر کیون کر رہے تھے وہ تو شتابی والے
اب تلک ہین اوسی محفل مین خرابی والے

ہین جو محفل مین تری جام گلابی والے
انکو تو منھہ نہ لگائین یہ خرابی والے

نہین معلوم بڑھا جاتے ہین کیا کیا آگر
میری دشمن تجھے اور رے کتابی والے

گو زر و سیم کے رکھتے ہین طبق شمس و قمر
پر ہین دونون ترے صدقی کی رکابی والے

[illegible]

اڑادے خاک عاشق کی وہ جسدم
لکھے تھے وہ جو خط غیر انکو تو نے
عجب کیا بحر الفت مین مرا نام
ٹھہرنے دے ہی تو کسکو جو کوئی
ترے درد جدائی سے بھری ہی

عنان توسن چالاک پکڑے
گئے آج ای بت بیباک پکڑے
جو سنگر کان ہر ہیراک پکڑے
زمین سے گردش افلاک پکڑے
کلیجا عاشق غمناک پکڑے

ظفر کے منہ سے کب نکلے ہے وہ بات
کہ جسکو صاحب ادراک پکڑے

لڑکپن کا وہ تیرے سن یاد ہی
نہین بھولتا کوئی معبود کو
جو ٹھہرا ہی روز اوسکے آنیکا یان
نہین بھولتا دلسے عاشق ترا
کر امتحان ہمنے یہ کہدیا
گئے بھول سب عیش دنیا کی ہم

ترے روٹھ جانے کا دن یاد ہے
اوسے کرتا ہر انس وجن یاد ہے
دلا روز گن یا نہ گن یاد ہے
تری ایک پل ایک چھین یاد ہے
ہمین تو وہ اے ممتحن یاد ہے
نہین کوئی بھی یار بن یاد ہی

ظفر گو ترے زلف ورخ کے سوا
نہین اور کچھ رات دن یاد ہے

مسلمان چاہین گر ساری کہ چھوڑے
ترے صید محبت ہو چکے ہم

نہ چھوڑون بت خدا ماری کہ چھوڑے
کرے تو دیج ای پیاری کہ چھوڑے

گئے یارب وہ لوگ اگلے کہان پائے نہین جاتے
جو ڈھونڈھین تو کہین انکے نشان پائے نہین جاتے

عجب صنعت دکھائی اپنی نقاش قدرت نے
کہ نقشے ایک سے سبکے بیان پائے نہین جاتے

غرور حسن سے معشوقونکو بیدماغی ہے
وہ باغ اب انکے زیر آسمان پائے نہین جاتے

کسیکو ہم نہین اسواسطے دیتے ہین دل اپنا
کہ جو آگے تھے اب وہ بوستان پائے نہین جاتے

مری جانب ہین چلتے گمان ان گمانونکو
زمانے مین کہین ایسے گمان پائے نہین جاتے

عدم کی راہ مین کیونکر کسی کا کچھ ہاتھ آئے
کہ وان تو نقش پائے رفتگان پائے نہین جاتے

سبب کیا ذکر ہی نہ دہان ان خوبرویون کو
ظفر ہمسے اسرار نہان پائے نہین جاتے

بزم مین اگر تمھین چپکے نہ رہنا چاہیے
کچھ نہ کچھ آ ہی گئی یہ منہہ سے کہنا چاہیے

اوس ستمگر کو دل اپنا اب تو ہمنے دیدیا
جو کرے ہیہر ستم وہ ہمکو سہنا چاہیے

ہاتھ سے ساقی کے لینا جام ہی مشکل نہین
اپنی قسمت چاہیے اور اپنا لینا چاہیے

اے پری پاؤنمین زنجیر ہو گردن مین طوق
تیرے دیوانے کو زیب افزا یہ گہنا چاہیے

چاہتے ہین پاؤنکے تلوے خلش خار کی
دشت مین مجنون پھرنا یا بر رہنا چاہیے

چاہ کر تم پھر گئے یا ہم کہو انصاف سے
چاہ مین صاحب نسبھ بہنا او لینا چاہیے

حسن اوس مہوش کا چمکا شب جو دیکھا
چاند کو پھر کیونکہ غیرت سے نہ گہنا چاہیے

اے ظفر دل بیٹھنا اچھا نہین اسوقت مین
کنج عزلت مین الگ ہی سب سے رہنا چاہیے

گل مین جام ہی ساقی یہ کسی میکش کا
رات دن رہتا ہی جو آنسوون کے دریا مین

مہر فسا مان ضیافت مین ہی سرگرم تپاک
کوئی زنگی بچہ قرآن پڑھے ہے دیکھو

روزہن آتش غم سے جگر و دل بھنتے

غنچہ گلشن نہ کہہ اسکو گلابی یہ ہی
مردم دیدہ ہی یا مردم آبی یہ ہی

مہری لایا جو سونی کی رکابی یہ ہی
خال کب اوسکے ہی مہرے و کتابی یہ ہی

میرا سینہ نہین وہ کان کبابی یہ ہی

وعدۂ وصل کسی سی ہی ظفر آج اونکا
وہ جو جاتے ہین شتاب اتنی شتابی یہ ہی

نصیب اچھے اگر ہوتے مصیبت کسلیے پڑتی
اگر سودا نہوتا اس تری زلف مسلسل کا

اگر ہو تو کرم اگر یہ ترا دل صاف کر دیتا
کتان کیطرح ہو جاک تھا دلکو مرے ورنہ

جو میرے دشمنون سے دوستی اونکی نہو جاتی
نہ کاتی گر کمی وہ تیغ ابرو قتل مین میرے

مری قسمت نہوتی گر بری تو میری جانب سے
پڑا ہی دام مین مجنون مین تیرے بر خلد جانے

ہمین دل کے لگانے کی یہ عادت کسلیے پڑتی
گلے عاشق کے زنجیر محبت کسلیے پڑتی

تو کیون آتا غبار اوسمین کدورت کسلیے پڑتی
نظر تری ادھر اے ماہ طلعت کسلیے پڑتی

تو ایسی مجھ مین اور نمین عداوت کسلیے پڑتی
تو شمشیر اجل کی پھر ضرورت کسلیے پڑتی

برائی دل سے تیرے بیمروت کسلیے پڑتی
کہ ہی این ناتوان تجھے وحشت کسلیے پڑتی

ظفر روتے جو ہم دل کھولکر اک بار جنگل مین
زراعت کے لیے باران کی حاجت کسلیے پڑتی

اے ظفر جس طرح تو سر باز جاتا ہے نڈر
اس طرح کوچے مین اوس قاتل کے جاتا کون ہے

وہ اور ہین جو عشق کا دم بھر کے رہگئے
تھا قصد یہ کہینگے کچھ اون سے ہم اپنا حال
یہ حال ضعف سے ہے کہ مانند نقش پا
دیکھا جو اوسکا جلوہ تو حیرت سے راتکو
ایک شب ہا بغل مین تو ون کی ہی مین
آئے وہ جب کہ کہہ نسکے کچھ بھی اونسے ہم

ہمنے تو جسدم آہ بھری مر کے رہگئے
دیکھا جو اونکو چین بجبین ڈر کے رہگئے
جسجا پہ ہمنے پانون دہرا دہر کے رہگئے
دیدے کھلے ہو مہ و اختر کے رہگئے
ارمان تیرے عاشق مضطر کے رہگئے
حسرت سے اک نگاہ فقط کر کے رہگئے

کتنے ہی طائر دل وجان پھنسکے اے ظفر
پھندے مین اوسکی زلف معنبر کے رہگئے

جو تیری یاد جلوہ قامت مین سوگئے
اُن غافلون نے دیکھا تماشا جہان کا
جو تیری انتظار مین جاگے تمام عمر
ہمخواب ہونا خواب مین بھی دیکھتے نہین
جس روز دیکھی تیری چشم سیاہ مست
ہم سوتے زیر خاک نہ آرام سے مگر
جتنے جگائے فتنہ خوابیدہ حرص نے

گویا وہ عرصہ گاہ قیامت مین سوگئے
جو مست ہو کے نشۂ غفلت مین سوگئے
حیران ہون کسطرح سے وہ تربت مین سوگئے
بخت اپنے ایسے تیری محبت مین سوگئے
شب زندہ دار عین عبادت مین سوگئے
جاگے بہت تھے رنج و مصیبت مین سوگئے
سب آکے میرے گنج قناعت مین سوگئے

خدا جانے ظفر ملک عدم کے رہنے والون کی
فراخی سے گذرتی ہے کہ تنگی سے گذرتی ہے

جمال یار جہان دیکھو گلستان ہی ہے
گیا شکوہ نہ ہمنے اوس صنم نے دشنے جب پوچھا
ہم اوس مہد سے گئے ہین کہ جو قربان نی وا مین
وہان تنگ اوسکا ہے وہ گویا رشک گوہر
خوشی سے روز روز عید قربان جانتا ہے
فقیر گرسنہ کو قرب حق ہے سیر کر دینا

جدا ہے رنگ ہر گل کا عجب شان الہی ہے
کہا الحمد للہ شکر و احسان الہی ہے
بجا لانا ہمیشہ دل سے احسان الہی ہے
کہ پنہان جیسین در راز پنہان الہی ہے
محبت مین جو کرتا جان قربان الہی ہے
کہ جس شب فاقہ ہے اوس شب وہ مہمان الہی ہے

کہان ایسا ہمارا منھ کہ ہو جائے ادا ہمسے
ظفر حمد الہی وہ جو شایان الہی ہے

نہ پوچھو کیا تماشا دنیا کا کارخانہ ہے
جلا ہوتی ہے خاکستر سے یان آئینہ کو دیکھو
فریبون مین کہین دنیا کے تو اے دل آجانا
نہین رہتی ہمیشہ ایک سی نگہت یا نیکی
امید لطف کیا رکھتا ہے اوس سے کہ پیرن
بچائے غمزہ قاتل سے کوئی کیونکہ جان اپنی
صفائی دیکھ جون آئینہ کو دیدن ...

نہ بت ہے اور وہ بتخانہ خدا کا کارخانہ ہے
تماشا ہے کدورت مین صفا کا کارخانہ ہے
ذرا ہشیار زنہار یان فنا کا کارخانہ ہے
کچھ اسکے رنگ مین رنگ حنا کا کارخانہ ہے
ستم کا کارخانہ ہے جفا کا کارخانہ ہے
نہین رکھتا کسی سے یہ وفا کا کارخانہ ہے
جہان سے اٹھ گیا بالکل حیا کا کارخانہ ہے

گشتہ ہون اوسکی چشم کا مین میری رگ رگ ہوے چراغ جام سے چشم غزال کے

کوئی بھی ہمدم اپنا بجز نالہ و فغان آیا نہ کام وقت یہ رنج و ملال کے

کھینچا ہی مجھکو شہر سے آخر کو سودو جوش جنون نے ہاتھ گریبان مین ڈالکے

ای غنچہ اونکے سامنے اتنا چٹک کے تو کیا بو تیا ہی بول ذرا منہ سنبھال کے

جو دل کہے وہ سچ ہے سوا اسکے اے ظفر
قائل نہ استخارہ کے ہم ہین نہ فال کے

خوش آتی کب ہمین ہے یونکی باغ مین بو ہی سمائی اور ہی اپنے دماغ مین بو ہی

بہائی چشم سے مجنون نے اشک خون شاید صبا نبو کی جو دامان راغ مین بو ہی

اثر ہو گر دل روشن مین صحبت بد کا تو کڑوے تیل کی جا تو چراغ مین بو ہی

ٹپک پڑا گل رخسار سے عرق کسکے گلاب کی سی جو ساقی ایاغ مین بو ہی

ہوا نہین ہی جو کم رنگ گل گلستان سے تو پھرتی کسکے صبا یہ سراغ مین بو ہی

بسا ہی دل مین مرے کوئی شوخ گل رخسار ہر رنگ گل ہے جو مرے دلکی داغ مین بو ہی

وہ خاکسار ہون مین بھی کہ عطر گل کیطرح
مہک رہی مری کنج فراغ مین بو ہے

صحبت منافقانہ ہی ہر جا نفاق سے کچھ اتفاق ہی تو کہین اتفاق سے

دیکھا نہ مجھکو ہم یو نہین محرم ہی چلے اے تھے تیری دید کے اشتیاق سے

الجھا ہی کب سنا ہوا اوس زلف کا تریاق بھی اگر کوئی لائے عراق سے

[illegible] نصیحت [illegible] خاک [illegible] اسکا نام ہے
[illegible] آسمان [illegible] اسکا نام ہے
[illegible] بار کا [illegible] اسکا نام ہے
[illegible] تقدیر اسکا نام ہے
[illegible] تصویر اسکا نام ہے
دل ہمنشین [illegible] اسکا نام ہے

[illegible] دل [illegible] نکل آتی
جو زلف رخ پہ تری [illegible] نکل آتی
تو جانتی ہی [illegible] نکل آتی
چھپا میں [illegible] بات الفت کی
[illegible] گفتگو میں [illegible] نکل آتی
نکالا اوسکو [illegible] دل سے تم ہم تھا
جو اوسکے ساتھ ہی اے جان تو نکل آتی
عجب یہ تھا کہ وہ قتل کو [illegible] تیغ
[illegible] کھینچ ہی اسے جنبش نکل آتی
رہا نہیں مری آنکھوں میں [illegible]
[illegible] نکل آتی

| | |
|---|---|
| اے ستمگر روبرو تیری نگاہ تیز کے | ابروئے خنجر و شمشیر سب جاتی رہی |
| کیا شکایت میں کا دل کی قلم ہی رک گیا | ہاتھ سے بھی طاقت تحریر سب جاتی رہی |
| اوس رخ روشن کے آگے اڑ گیا گیا نور شمع | بلکہ تاب ماہ پر تنویر سب جاتی رہی |
| دیکھتے ہی اوسکی صورت اوڑ گئے ناصح کے ہوش | وہ نصیحت اور وہ تقریر سب جاتی رہی |

خاکساری نے ظفر دل کر دیا ایسا غنی
دل سے اپنے خواہش اکسیر سب جاتی رہی

| | |
|---|---|
| دنیا ہزار رنج و مصیبت کی جا ہے | یہ غمکدہ نہ عیش و نہ عشرت کی جا ہے |
| شاکی تیری جفا و ستم سے نہیں ہیں ہم | ہر دم زبان پہ شکر نہ شکایت کی جا ہے |
| تیری تصور لب شیرین میں خون دل | اس تیرے تلخ کام کو شربت کی جا ہے |
| کرتی ہے چشم مست تباہ دل کو کیوں خراب | یہ خانہ خدا ہے عبادت کی جا ہے |
| پھیلا ہیں پانوں کنج قناعت میں با فراغ | کیوں کر نہ ہم کہ خوب فراغت کی جا ہے |
| خورشید و ماہ تیرے مقابل نہو سکیں | اور آئینہ ہو سامنے حیرت کی جا ہے |

جو خاکسار عشق میں اونکے لیے ظفر
خاک اوس گلی کی بستر راحت کی جا ہے

| | |
|---|---|
| کام جو کوشش سے ہو تدبیر اسکا نام ہے | اور بے کوشش جو ہو تقدیر اسکا نام ہے |
| دیکھ کر ابرو کو تیری کہتے ہیں شمشیر کو | واہ کیا شمشیر ہے شمشیر اسکا نام ہے |
| ہمنشین ہے نام سے ہی شگفتہ کر دو سکو تنگ | تو نے کیوں خط میں کیا تحریر اسکا نام ہے |

| | |
|---|---|
| رہی ہی انتظار آنے کا کس بیکس کے ای ساقی | ہمیشہ بزم میں چشم جام دل کشادہ ہے |
| دل سودازدہ ہووے نہ پابند بلا کیونکر | ادھر زلفین کشادہ ہیں ادھر کاکل کشادہ ہی |
| ہزاروں رند آتی ہیں ہزاروں رند جاتی ہیں | تماشا ہی رہ بحر جہان بے دل کشادہ ہی |
| غنیمت جان کے ایسا ہی موقع بزم عشرت میں | اگر بیّ دم گرد ہان خندہ قلقل کشادہ ہی |

ظفر چشم کشادہ کار رکھ مشکل کشا سے تو
کہ کرتا دم میں وہ مشکل کے عقدے کل کشادہ ہی

| | |
|---|---|
| تازہ ادا میں کیا ہیت گمراہ ایک ہی | وہ تو ہر ایک بات میں دلبر ایک ہی |
| رخسار تیرے دونوں ہیں آئینہ دار شعلہ | گر آفتاب ایک ہی تو ماہ ایک ہی |
| گذری ہی صاف سینہ نہ آسمان کے پار | تیر بلای عشق مری آہ ایک ہے |
| پروانہ جلکے خاک ہو تا لالہ ہو | دونوں کی کسطرح سے کہوں چاہ ایک ہے |
| کیونکر کرے نہ میری دم ہمرہ ہمدمی | تجھ بن رہا ہی تو ہو خواہ ایک ہے |
| کہتے ہیں راہ دل سی ہی دل کو جینے | حالت سی ایک کی نہیں آگاہ ایک ہی |

فرہاد و قیس سے ترے شاگرد ہیں ظفر
استاد فن عشق میں تو واہ ایک ہی

| | |
|---|---|
| نہ کر خیال کہ آئی گھٹا بہت سی ہی | ابھی تو شیشے میں مے ساقیا بہت سی ہے |
| الٰہی خیر ہو شامت نہ دل کی آجائے | کہ ہم ہیں آج وہ زلف دوتا بہت سی ہی |
| کہوں میں کیا کہ گذرتی ہی دل پہ کیا تجھ بن | یہ داستان غم ای دلربا بہت سی ہی |

نکلنا کام گیا اور کسیکے کام گیا آئے
کیا غیرون نے کیون بدنام کیونکر ہو گیا تجکو

مگر کچھ کام آتا جگر لیتے تو ہم لیتے
یہ تیرا نام اے بیداد گر لیتے تو ہم لیتے

نہ دیتا وہ ساقی ساغر جو ہاتھ سے اپنے
مگر قسمت سے اپنی اے ظفر لیتے تو ہم لیتے

کیا بولون آگے اوس صنم نکتہ چین کے
کاجل کا خال اوس رخ روشن پہ دیکھکر
غرت ہے میرے دل کی غم عشق سے تری
گر دل کا اضطراب یہی ہے تو بعد مرگ
کھینچا ہے نقشہ کس نے تری چین زلف کا
دشمن ہے آبرو کا مری گریہ عشق مین

لے جائے ہے وہ بات مری منہ سے چھین کے
ہے دلمین داغ رشک سے ماہ مبین کے
ہوتا شرف مکان کو ہے باعث مکین کے
آرام ہو چکا ہمین نیچے زمین کے
چین مانتے ہین دیکھکے نقاش چین کے
یہ آنسوؤن کے تار ہین تار آستین کے

عاشق ہوے جو اوسپہ گئے دو جہان سے
دنیا کے اے ظفر رہے وہ نہ دین کے

آج کیا جانین کہ میخانہ مین کیا جھگڑے پڑے
کیا غضب چمکے ہے اوس قاتل کی شمشیر کے
کرکے پرسون گل کا عدو آجتک تو نہ
سبزہ خط نے ترے جنکو کیا بیہوش وہ
اوسکی چین ابرو پہ خم کو سہر دیکھکے

ہین کہین ٹوٹے ہوے شیشے کہین ساغر پڑے
دیکھیو بجلی پہ کیسا اے دل مضطر پڑے
ہمنشین انصاف کر تو مجکو کل کیونکر پڑے
شور محشر سے نہ چونکینگے یہ پیکر پڑے
کہتے ہین کیا اہل صفا ہانی مین ہین جوہر پڑے

وہ رشک گل چمن میں اگر ای صبا ہنسے
پھر منہ ہی کیا جو غنچہ کوئی کھلکھلا ہنسے

کرتا ہی چارہ مجھ سے مریض فراق کا
کیونکر نہ چارہ ساز پہ میری قضا ہنسے

خنداں ہی یوں خراش جگر سی خروش دل
جسطرح آشنا سے کوئی آشنا ہنسے

بارش کے وقت چمکی ہی بجلی بھی بیشتر
بے وجہ پہ میرے برق و شو تم بجا ہنسے

ہو جائیں کیوں نہ انجم شب تاب بے فروغ
ملکر مسی جو دانتوں میں وہ مہ لقا ہنسے

نے گل کو یاں ثبات نہ شبنم کو ہی قرار
کیا رو وے اس چمن میں کوئی اور کیا ہنسے

پروانے کو ہے عشق میں جلنے سے اپنے کام
پروا نہیں کہ شمع ظفر روئے یا ہنسے

دشت الفت میں چلے گر خار و خس کو توڑ کے
آسمان بھلا لے پای بلہوس کو توڑ کے

اپنے تار جیب و دامن سے فقط توڑے نہیں
توڑ ہیگا ای جنوں تار نفس کو توڑ کے

گر اسیروں کو یوہیں صیاد تو بھڑکا ئیگا
تو نکل بھاگینگے وہ اک دن قفس کو توڑ کے

وصل کی شب سخت ہی دل پر مرے بانگ جرس
تو ہے تو پھینکدوں ہم جرس کو توڑ کے

دیکھ خال روئے ساقی کہتے ہیں آپس میں مست
کیوں جمایا ہی یوہیں نرگس کو توڑ کے

تو نے ای منعم اگر تعمیر اچھی کی تو کیا
لوگ سب لیجا ئینگے اگ دو برس کو توڑ کے

تیر نالہ کیا عجب گر گنبد افلاک سے
پھینکدی خورشید کے زریں کلس کو توڑ کے

اشک دل نے شیشہ و جام و سبو توڑے تو میں
زہد بھی چھوڑے ہی ہیں دست عسس کو توڑ کے

بات ایسی بد زباں سے کیا کرے کوئی ظفر
دی جو ٹکر اسا جواب اگ یا دس کو توڑ کے

نہ ہرگز دخت رز کو بزم میں تو نکی جانا تھا
ہوئی بدنام وان جا کر یہ تقرار اپنی ہاتھوں سے

ظفر ادس نوک مژگان کا تصور اب کہیں چھوڑو
چبھوتے اپنی آنکھوں میں ہو کیون خار اپنے ہاتھوں سے

رکھکے تم زلف میں شانہ جو ہو پیار پھرتی
مہوش عشق میں پھرتے ہیں یہ سرگردان
پھرتے ہیں غیر کی گردن میں جو ڈالے دل کی
اے ستمگار اگر ہمسے نہ تو پھر جاتا
بجز خوبی جو کیا تونے کنارا ہم سے
ہمسے اے جان جہان اک ترا دل پھرتا

دل صد چاک پہ ہین رشک سے آرے پھرتے
ون ہین کب دیکھیے گردش کے ہمارے پھرتے
تیغ گلے پر مرے خنجر ہیں ہزار ون پھرتے
اسطرح کا ہے کہ ہم رنج کے مارے پھرتے
ہم ہین بہ دیتے ہوے دریا کے کنارے پھرتے
ہم نہ تھا اہل جہان جلتے ہین سارے پھرتے

پاس کب کرتے کسی کا ہین ظفر وہ بیباک
مرے یہ جو آپ ہی اپنے ہون او مارے پھرتے

نظر پھر آج شکل نامہ بر دو دن کے بعد آئی
تری ہاتھوں سے آفت ایک ناگہ عاشق پر
کبھی تھی عشق میں جو بات ہم تجھسے
نہ ہی قسمت کہ میں دو دن جا اور پوچھ
بہت بیکل تھا میں دو دن سے تجھ بن پر تو آیا
جو دو دن پہلے آئی تھی بلا دل پر محبت میں

خدا جانے گئے وان کی کیا خبر دو دن کے بعد آئی
نہ آئی آج گر اے فتنہ گر دو دن کے بعد آئی
وہی پیش آئے دل شوریدہ پر دو دن کے بعد آئی
کہاں تھی آپکی صورت نظر دو دن کے بعد آئی
مجھے کل آج آئے رشک قمر دو دن کے بعد آئی
وہی آخر ستمگر جان پر دو دن کے بعد آئی

شراب ناب سے گو آنکھ اونکی سرخ رہتی ہے
ہمارا اوس صنم کا عشق بس اکثر ہی جاتی ہے

دم گریہ ہماری چشم پر آشوب ہے کم ہے
کہ اور آگاہ کوئی طالب و مطلوب سے کم ہے

زمین مغلوب ہے اور آسمان ہے گو ظفر غالب
نکلنا کام پر اوس غالب و مغلوب سے کم ہے

خواب تھا جو زندگی جاہ و حشم مین کٹ گئی
ورنہ ساری عمر اپنی درد و غم مین کٹ گئی

حاصل عمر ابد اے خضر ہم سمجھے اوسے
جو گھڑی آرام سے بزم صنم مین کٹ گئی

وصل پر غلطین بجا دین خاک اے ہمدم بھلا
روٹھتے مانتے ہوئی شب او نمین ہم مین کٹ گئی

تمنے برسون مین لکھی تھی جو گلے اے نو خطو
وہ عبارت یکقلم یان ایکدم مین کٹ گئی

نخل الفت سے ترے ہو گیا ثمر حاصل ہمین
جڑ محبت کی تری عہد ستم مین کٹ گئی

اوسنے کل کھا کر قسم جو وصل کا وعدہ کیا
شب ظفر کیا ہمکو امید قسم مین کٹ گئی

فدا ہونا بتون پر محض نادانی کا تمغا ہے
محبت اوس صنم کی صاف ایمانی کا تمغا ہے

خدا کے نام پر مرنا مسلمانی کا تمغا ہے
نہ سمجھو کفر اسکو یہ مسلمانی کا تمغا ہے

پریشان ہونا سنبل کا ہمیشہ خاک پر میری
خیال زلف جانان کی پریشانی کا تمغا ہے

محبت مین پری رو کی منھ سے کچھ نہ کچھ بکنا
مقرر ایک یہ بھی عقل و دیوانی کا تمغا ہے

تباہی ہین جسے خورشید تابان اوج گردون پر
وہ آہ آتشین کی شعلہ افشانی کا تمغا ہے

تری ابرو پہ دیکھا جسنے خط چین ابرو کو
کہا اوسنے یہ اوس تیغ صفاہانی کا تمغا ہے

شب کو ہمارے پاس سے تم جو صنم چلے گئے
ہم بھی تمہارے جاتے ہی سوے عدم چلے گئے

مر کے بھی تیرے مبتلا چھوٹے نہ اس فندے سے اب
ساتھ ہی لیکے گور میں رنج و الم چلے گئے

بزم میں تیری مہ لقا آئے بھی گر تو کیا ہوا
شمع کی طرح چشم تر صبح کو ہم چلے گئے

آئے بھی نہ وہ جو میرے گھر ٹھہرے نہ ایک لحظہ بھر
نکلی نہ دل کی آرزو ہائے وہ تم چلے گئے

گرچہ برنگ گل ہنسے باغ جہان میں ایکدم
شبنم و گل کی طرح پھر روتے ہی ہم چلے گئے

کچھ بھی نہ ساتھ لے گئے قیصر و جم جہان سے
چھوڑ کے یان کا سب یہیں جاہ و حشم چلے گئے

تھے جو رفیق و آشنا ڈھونڈھیں ظفر انہیں کہان
دے کے ہمیں ہزار ہا حسرت و غم چلے گئے

چشم و گلو ہو تم جنہیں جانا نہ جانتے
ہم ہیں انہیں صراحی و پیمانہ جانتے

مجنون تو اپنے کام میں تھا خوب ہوشیار
دیوانے ہیں جو ہیں اُسے دیوانہ جانتے

رہتا ہے پری وشون کا جو اس میں خیال ہے
دل ہی کو اپنے ہم ہیں پریخانہ جانتے

اپنے دل خراب میں جو عشق ہے مقیم
تو ہم مقام گنج ہیں ویرانہ جانتے

شوق نظارہ جب سے ہے اے شمع رو ترا
ہم طائر نظر کو ہیں پروانہ جانتے

ہم اپنے مرغ دل کی اسیری کیواسطے
خط کو جو دام خال کو ہیں دانہ جانتے

قیمت میں ہم جو بوسے کی دیتے ہیں نقد دل
وہ سادگی سے ہیں اسے بیعانہ جانتے

واقف نہیں جو راز محبت سے وہ تو ہم
واعظ کی ہیں کلام کو افسانہ جانتے

کیون خشت رز کو دل میں جگہ دین نہ زاہدا
ہیں اسکو زیب جلسہ رندانہ جانتے